

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

باون وال بجٹ اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 20 مئی 2018ء بروز اتوار بمناسبت 04 رمضان المبارک 1439 ھجری -

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	04
3	مورخہ 18 مئی 2018ء سے بجٹ پر بحث کا آغاز۔	04

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر ----- میڈم راحیلہ حمید خان دُرانی

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی ----- جناب شمس الدین

ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر ----- جناب مقبول احمد شاہواني



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 02 ربیعی 2018ء بروز اتوار بھرطابق 04 رمضان المبارک 1439 ہجری، بوقت شام 05:15 بجگر پرزیدر صدارت میڈم راحیلہ حیدر خان درانی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کونسل میں منعقد ہوا۔

میڈم اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَا تُوَا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسُ أَجْمَعِينَ ﴿١﴾

خَلِدِينَ فِيهَا حَلَّا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿٢﴾ وَالْهُكْمُ إِلَهٌ وَاحِدٌ ح
لَا إِلَهٌ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ﴿٣﴾

﴿پارہ نمبر ۲ سورۃ البقرۃ آیات نمبر ۲۱ تا ۲۳﴾

ترجمہ: بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور مر گئے کافر ہی انہی پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں اور لوگوں کی سب کی۔ ہمیشہ رہیں گے اسی لعنت میں نہ ہلاکا ہو گا ان پر سے عذاب اور نہ ان کو مہلت ملے گی۔ اور معبد تم سب کا ایک ہی معبد ہے کوئی معبد نہیں اُس کے سوا بڑا مہربان ہے نہایت رحم والا ہے۔ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ۔

میڈم اسپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ سیکرٹری صاحب رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب شمس الدین (سیکرٹری اسمبلی): ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب نے اپنے حلقہ انتخاب کے دورے پر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عبدالکریم نوшیر وانی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئی نہ سے باہر ہونے کی بنا آج کے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت نام منظور ہوئی۔

میڈم اسپیکر: مورخہ 18 مئی 2018 سے بجٹ پر بحث کا آغاز۔ اس میں ممبران نے کچھ نے مجھے نام دیئے ہیں باقیوں نے نہیں دیا ہے۔ آغارضا صاحب تشریف نہیں رکھتے ہے انہوں نے پہلا نام دیا تھا۔ ڈاکٹر شمع صاحب بھی نہیں ہیں۔ ولیم برکت صاحب بھی نہیں ہیں۔ ڈاکٹر حامد اچھزی صاحب بھی نہیں ہیں۔ یا نہیں لہڑی صاحب بھی نہیں ہیں ان سب کے نام ہیں۔ آغارضا صاحب آج آپ بجٹ پر جو ہے بحث کا آغاز کریں تیرداد ہے۔ جی Floor is with you

آغا سید محمد رضا (وزیر مکملہ قانون و پارلیمنٹی امور پر سیکیوشاں، جنگلات و جنگلی حیات ولاسیواشاک اور ڈریئی ڈولپمنٹ):

بسم اللہ الرحمن الرحيم thank you madam شاید تاریخ میں پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ ایک جمہوری حکومت نے چھٹی مرتبہ بجٹ پیش کی ہوا یک ہی house میں تو اس حوالے سے مبارکباد کے مستحق ہیں سارے اور پوری ٹیم۔ بات میں شروع کروں گا، گوکہ ہماری جو جمہوریت پر شب خون مارنے کی تاریخ کافی طویل ہے۔ لیکن بات شروع کرتے ہوئے ضیاء کے آمرانہ دور سے۔ جس نے تاریخ کا خصوصاً پاکستان کی تاریخ کا رخ موز کر کھ دیا بلکہ میں کہوں گا کہ عالم اسلام کی تاریخ کا جو رخ اُس واقعہ سے مٹ گئے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ جن قتوں نے ضیاء کا ساتھ دیا بدترین آمریت کے دور میں جن لوگوں نے ضیاء کی آمرانہ اور ظالمانہ پالیسیوں کے خلاف آواز اٹھائی۔ اُن کو تو اس وقت معذون کیا جاتا تھا جو ساتھ دینے والے تھے ضیاء کا۔ پھر بعد میں وہ جمہوریت کے چینپیٹن بن گئے۔ جولائی 1985ء میں کوئی، علمدار روڈ پر ہمارا خون، خون ناچ بہایا گیا صرف ہم نے اپنا حق ماںگا تھا صدائے حق ہم نے بلند کی تھی ضیاء کے بدترین آمرانہ دور میں۔ صح سے لے کر شام تک ہم پر بد ترین ڈسٹرکشن دانہ کارروائی ہوئی ضیاء کی طرف سے۔ اور حیرت کی بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے بعد میں چیف مارشل لاء ایڈمنیسٹریٹ کے گروں کے ساتھ بیٹھ کر، لوگوں کی گھروں کی نشاندہی کر کر کے لوگوں کو گھروں سے نکال کر۔ اور اسوقت تقریباً کوئی کے سارے ملت شیعہ پر کیسراں بنائیں گے تھے سوائے ان ضیاء کے نمک خوروں کے جو کہ اُس کے ساتھ ہم پیالہ اور ہم نوالہ تھے آج وہی لوگ چینپیٹن بنے ہوئے ہیں جمہوریت کے۔ بہت زیادہ detail میں نہیں جاوں گا آتے ہیں مشرف

کے دور کی طرف۔ ایک اور بدترین آمرانہ دور۔ جس نے جمہوریت کا الہادا اوڑھے ہوئے تھے جمہوریت کے نام پر مشرف نے اس قوم کے ساتھ ایک گھناؤنا کھیل کھیلا۔ اُس میں بھی بدترین شیعہ کشی، پاکستان میں جاری رہی گلگت بلستان، پاراچنار سے لے کر کراچی کوئٹہ تک۔ ابھی میں فہرست پڑھ رہا تھا کہ پچھلے 18 سالوں میں ہم نے کتنی لاشیں اٹھائی ہیں سب سے زیادہ مشرف کے دور میں سب سے زیادہ۔ لیکن جو لوگ اس وقت مشرف کا ساتھ دیتے رہے اور اپنی آنکھیں بند کیے ہوئے تھے اور ہماری آواز اٹھانے کو غداری قرار دیتے تھے، آج وہ بھی چیزیں ہیں وہ بھی جمہوریت کے چیزیں کھلاتے ہیں اور ہم پر غداری کا مقدمہ تباہی آج بھی جب ہم کہتے ہیں کہ موجودہ صورتحال میں پاکستان کی سلیمانی اور خطے کی سلیمانی کے لیے ایک انہائی مضبوط فونج کا ہونا ضروری ہے، تب بھی ہم پر غداری کے الزامات لگتے ہیں کہ آپ ایجنت ہے۔ میں فخر یہ کہتا ہوں کہ اگر ہم نے اس بات کی وجہ سے ایجنت کا لیبل اپنے اوپر لیا ہے تو میں فخر یہ کہتا ہوں کہ ہاں ہم پاکستان کے ایجنت ہے۔ کسی غیر ملکی ایجنت کے پرکام نہیں کر رہے ہیں، ہم نے پاکستان میں رہنا ہے اور پاکستان کے لیے کسی بھی قربانی سے انشاء اللہ در بغنا پہلے کیا تھا نہ آج کریں گے۔ لیکن ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ ہرادارے کو اپنے دائرہ اختیار میں رہ کر اپنے domain میں رہ کر کام کرنے ضرورت ہے Clash otherwise یہ ہو رہا ہے ابھی دیکھیں کہ منتخب نمائندوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے بجٹ آتا ہے بجٹ منظور august House سے کی جاتی ہے لیکن بعد میں جتنی خواری جتنی ذلت ایک ایک نمائندے کو اٹھانا پڑ رہا ہے، کبھی کسی چیز کا بہانہ، تو کبھی کوئی اور دیگر tactics direct یہ ہمارا گریبان پکڑتے ہیں بار بار کے کہنے کے باوجود وہ ابھی ہمارا یقین کرنے کو بھی تیار نہیں۔ کیوں؟ کیونکہ باقاعدہ ہیسے میں نے کہا ضیاء سے اور ضیاء سے پہلے بھی جھڑح سے سیاست دانوں کو بدنام کیا گیا ایک سازش کے تحت ایک مہم چلانی گئی کہ سارے سیاستدان کرپٹ سارے سیاستدانوں کو برابلا کہا گیا اور ہٹ تو یہ ہے کہ اس دن یہاں ہمارے ہی ایک دوست نے یہ بات کی کہ سیاستدان سارے چور ہیں، انہوں نے کہا تھا یہ باتیں۔ میں سمجھنے سے قاصر ہوں آپ NRO اٹھا کر دیکھ لیجئے 8 ہزار 41 لوگ beneficiaries ہیں NRO کے۔ اس میں سے صرف 37 سیاستدان، باقی کون ہیں؟ کوئی خلائی مخلوق ہیں؟۔ جس ملک میں محترمہ فاطمہ جناح کو ایجنت قرار دیا گیا انڈیا کا۔ اسی سے آپ اندازہ لگادیں کہ تب یہ اس سازش کے تھانے بہانے بنیں گے اور آج تک اس پر سارے عمل پیرا ہیں۔ معز زار اکین کی طرف سے کوئی بھی بات ہو، عدالت پیچ میں آ جاتی ہیں، سموٹوا یکشن لیا جاتا ہے۔ عوام سے متعلق جتنے بھی اسکیمات ہیں اس پر کانٹا پھیردیا جاتا ہے کہ شیخی ہے تو پھر بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ خود آ کر یہ ساری چیزیں سنجا لیجئے ہمیں بھی اس جھنگٹ سے نکال لیجئے۔ یہ طوق لعنت جو ضیا الحق نے ہماری گلوں میں ڈالا تھا آپ آ کر مکمل طور پر اس کا خاتمہ کیجئے۔ یا تو پھر جو حق ہیں اس ہاؤس کا جو حق ہے عوام کے مقدس و وہلوں کا جو حق ہے ارکین کے تقدس کا۔ کم از کم اگر اتنا نہیں دے سکتے آپ۔ اتنا تو کیجئے کہ انسانیت کے نام پر منتخب نمائندوں کے نام پر جو جائز عزت آپ سمجھتے ہیں وہ اُتنی عزت تو

و تجھے، آپ کس طرف اس ملک کو لے کر جا رہے ہیں تو بات تو طے ہیں میں نے اپنے پہلے بجٹ تقریر میں یہ بات کی تھی کہ آج سکھے رانجِ الوقت ساری دنیا میں اگر کوئی چیز ہے تو وہ ہے democracy۔ بھلی بری جس طرح سے بھی ہے ہمارے مقابلے میں۔ اُس دن زیارت وال صاحب نے ایک بات کی کہ پاکستان کو تھا پاتے ہیں ہم۔ درست کہا انہوں نے۔ ہمارے مقابلے میں ہمارے دشمنوں کے سنی جاتی ہے کیوں۔ کیونکہ بری بھلی جس طرح سے بھی ہے انہوں نے ایک democratic نظام اپنایا ہوا ہے۔ اب 15 سالوں سے ہمارے نظام جس طرح سے بھی اس کو خدا را پنپنے تجھے۔ اداروں سے میری گزارش ہے کہ آپ کا یہ ٹکڑا و بند کر دیجئے۔ اور اس ہاؤس کے تقدس کو پامال ہونے سے بچا لجئے۔ یہاں بجٹ کی طرف آتے ہیں ایک نظر ساری چیزوں پر اگر ایک ایک کر کے میں جاؤں گا تو شاید دو تین دن بھی کم پڑ جائیں گے لیکن موٹی موٹی چند چیزوں ہیں کہ اس سال کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے 352.3 ارب روپے کا۔ اس میں سے this is very very alarming sign کے 3.88 ارب روپے ٹوٹل ترقیاتی بجٹ کے لیے مختص کیے گئے۔ جبکہ 264.04 ارب روپے غیر ترقیاتی میں۔ اگر یہی صورتحال رہی تو۔ یہاں experts بیٹھے ہوئے ہیں ان کا بھی یہی کہنا ہے کہ 2025ء میں شاید ہمارے پاس ترقیاتی ایکیموں کے لیے ایک روپیہ بھی نہ ہو۔ اس کوکس طرح سے balance کرنا ہیں؟ اس کوکس طرح سے ہم نے اس فاصلے کو باٹھا ہیں۔ آیا اسکے لیے سنجیدگی سے کوشش کی گئی ہیں ماضی میں؟۔ ہم سے اگر یہ موقع کی جاتی ہے کہ 4 مہینوں میں کوئی الدین کا چراغ رگڑ کر جادو کا کرشمہ دیکھائیں تو think ایہ ہمارے ساتھ بھی نا انصافی ہے اور جو ایسا سوچتے ہیں یہ ان کے ساتھ بھی نا انصافی ہو گی پھر یہاں بات کرتے ہیں، ایک بہت اہم چیز جس کی طرف میں اشارہ کرنے جا رہا ہو that is local government اور دیہی ترقی۔ اس میں وہ جملہ میں پڑھ کر سنا چاہوں گا کہ دیہی علاقوں کے بنیادی infrastructure کو کارآمد بنانے میں اس شعبے کا اہم کردار سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ بلوچستان میں کوئی میونسل کار پوریشن کو میٹرو پولیشن کار پوریشن اور پانچ میونسل کمیٹیوں کو کار پوریشن کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ اگر انکو درجہ دے دیا گیا ہے تو کار کردار کی کہاں ہے؟۔ ہر سال پانچ ارب چار ارب روپے جاتے ہیں ان کے لیے۔ لیکن کوئی کی حالت دن بدن ڈگر گوں ہوتی جا رہی ہیں۔ آپ کے بھی سامنے ہیں میرے بھی سامنے ہیں۔ کوئی کے organization کے بعد آپ نے دیکھا کہ کوئی کی حالت ایسی ہیں کہ ہر ایک لوگوں کا influx ہے کوئی کی طرف۔ اُس سے ہمارے لیے ایک مسائل کا انبار ہے لیکن اس کے لیے میٹرو پولیشن کار پوریشن اور یہ جو ہار اس اسٹم ہے، sorry to say کے مکمل طور پر فیل ہے اور فیل ہو گیا ہوا ہے، اس سے نہیں کے لیے اس پر فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ اختیارات پھلی سطح پر منتقل کیے جانے کی کوشش مشرف کے دور میں ہوئی تھی لیکن چونکہ وہ بد نیت پر منتقل تھی، ایک بدترین کرپشن کا وہ شکار ہوئے اس لیے وہ آگے نہ بڑھ سکیں لیکن ہمیں آئندہ اس چیز پر زور دینے کی ضرورت ہے۔ اب امن و امان

کے صورت حال کے حوالے سے۔ یہاں لکھا ہوا ہے کہ UNDP کے تعاون سے 5 سالہ منصوبے پر کام جاری ہے۔ پانچ سالہ منصوبے پر کام جاری ہے۔ جن میں عدالتی، انتظامی، پولیس، لیویز اور prosecution۔ یہ prosecution پر میں رُک جاؤ گا۔ اس لیے کہ یہ حکمہ چند مہینے میرے پاس رہا۔ تو فرازک لیبارٹری کیلئے زمین بھی مختص ہے۔ اُس کیلئے پیسے بھی دیئے گئے ہیں۔ لیکن پھر وہی delay tactics۔ بچھلے کئی سالوں سے یہ لیبارٹری نہیں بن پائی ہے۔ MI.C صاحب سے اور آپکے توسط سے میں یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ ایک چیز جس سے عوام کو فائدہ ہے۔ ایک چیز جس سے دہشتگردانہ کارروائیوں کو روکنے میں مدد سکتی ہے۔ اُس پر اتنا delay tactics کیا جانا۔ استعمال کیا جانا میری سمجھ سے تو بالاتر ہے۔ I۔ اگر جو اس میں ملوث ہیں وہ اس کیلئے کوئی جواز تراشتے ہیں۔ کوئی excuse اُنکے پاس ہے تو میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں۔ and then۔ دہشتگردی سے متاثرین کیلئے جتنے پیسے رکھے جاتے ہیں۔ یہاں ایک چیز بہت زیادہ قابل غور ہے کہ جن لوگوں نے اپنا انشوئرنس کروایا ہوا ہے۔ انکو پتہ ہو گایا جوان سے منسلک ہیں کہ اگر کسی بھی شخص کے دو اعضاء، دونوں ہاتھ یا ایک ہاتھ، ایک ناگ یا ایک آنکھ۔ ایک ناگ ضائع اگر ہو جاتی ہے تو اُسکو وہی پیسے دیئے جاتے ہیں جو ایک مرنے والے شخص کو دیئے جاتے ہیں۔ تو اب چونکہ directly we are affected اتنے سارے لوگ معذور ہوئے ہیں۔ لیکن انکو چچا س ہزار یا ایک لاکھ روپے اٹھا کر دیدیئے جاتے ہیں بعد میں اُنکے لیے مسائل کا ایک انبار۔ میرے خیال ہے کہ معذور ہو جانے والوں کو بھی اُسی طرح سے treat کیا جانا چاہیے جس طرح سے ایک شہید کو treat کیا جاتا ہے اور اُس کیلئے بھی اُتنے ہی، میں ہرجانہ تو بہت چھوٹا لفظ ہے۔ انسانی زندگی کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ لیکن تھوڑی سی اشک شوئی ہو گی اُسکے خاندان کی۔ بجٹ بننے کے لئے system ہم بنانہیں پائے بجٹ سے ہٹ کر بھی۔ اور اگر کبھی بد قسمتی سے ہو رہے ہیں۔ لیکن اصولی بات تو یہ ہے کہ system کرنیکی اتنی ساری سازشیں ہر طرف سے ہوتی ہے کہ الامان و کوئی track ہم یا چلا گئے۔ جو سازش پہلے تیار کی گئی تھی، میں نے نشاندہی کی سیاستدانوں کو بدنام کرنے کی۔ اور آپکو بھی طرح سے ہم یہ چلا گئے۔ جو سازش پہلے تیار کی گئی تھی، اپنے ایم پی اے ہونے پر شرم آرہی ہے کہ یاد ہو گا جب کوڑ میں ہم پیش ہوئے تھے۔ اور آپ ہی نے یہ کہا تھا کہ اب تو ہمیں اپنے ایم پی اے ہونے پر شرم آرہی ہے کہ آپ بالکل بھی بھروسہ کرنے کو تیار نہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ہر چیز کو نسلکر کو دیا جانا چاہیے۔ یہ بھی تو نہیں کر رہے ہیں۔ میں اس کا سب سے بڑا داعی ہوں۔ میں اس کا سب سے بڑا پر موڑ ہوں۔ اسکو promote کرنے کیلئے تیار ہوں کہ نخلی سطح سے اگر ہم شروع کرتے ہیں تو بہت ہی اچھی بات ہے کہ عوام کو انکی دلیز پر۔ اُنکے نمائندوں کے ذریعے اُنکے مسائل حل ہوں۔ لیکن یہ بھی تو نہیں ہو پا رہا۔ اُسکی طرف میں نے شروع میں نشاندہی کی تھی۔ اب فقط صرف چند گزارشات میں اس

august House کی توسط سے اپنے ہی لوگوں سے کرنا چاہتا ہوں۔ یعنی منتخب نمائندوں سے۔ چاہے وہ کونسلرز کی شکل میں ہیں۔ چاہے وہ ایم پی ایز کی شکل میں ہیں۔ چاہے وہ ایم این ایز ہیں چاہے سینیٹرز ہیں۔ حُدَار! خود اپنے تقدس کا خیال کیجئے۔ اگر آپ نہیں کریں گے تو ہر طرف سے سازشیں تیار ہیں۔ پھر آپ کا بوریا بستر لپیٹ دیا جائیگا۔ پھر سانپ نکل جائیگا۔ بعد میں لکیر پینے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

Thank you very much.

میڈم اسپیکر: Thank you۔ میں نے آغا صاحب! یہ کہا تھا کہ ضرور، یقیناً gross root level طرح پر جانا چاہیے۔ لیکن ہمیں کرپٹ کہہ کر نہیں۔ جو ہمارے ممبرز ہیں، ہم بھی نمائندے ہیں، وہ بھی نمائندے ہیں۔ میں خود آپ کی طرح بہت زیادہ اس بات کی قائل ہوں کہ gross root level پر جو ہے جب تک development نہیں ہوگی، ہم ترقی نہیں کر سکتے۔

میر سرفراز بھٹی (وزیر داخلہ و قائمی امور): Madam Speaker I need one minute please. اگر آپ اجازت دیں۔

میڈم اسپیکر: جی۔

وزیر داخلہ و قائمی امور: میں نیشنل پارٹی کے دوستوں کو اسمبلی ہال میں خوش آمدید بھی کہتا ہوں اور جو آپ نے اپنا ایک اصولی موقف رکھا اور اپوزیشن کے ان دوستوں کے ساتھ جو صرف ضد اور ہٹ دھرمی پر بیٹھے ہوئے ہیں، انکی طرف نہیں گئے۔ اور انکا ایک علیحدہ political stance رکھا ہے، اس پر آپکو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور آپکو ہال میں خوش آمدید کہتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر شمع اسحاق صاحب۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: Thank you Madam Speaker. پہلے تو میں پہلی بار تاریخ میں ایک خاتون مشیر نے بجٹ پیش کیا۔ انکو بھی میں مبارکباد دیتے ہیں۔ بھلے جیسا بھی بجٹ ہومبار کباد کی مستحق ہے۔ کیونکہ تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا۔ ایک درخت سے میڈم اسپیکر! ہزاروں ماچس کی تیلیاں بنائی جاتی ہے۔ لیکن پھر وہی ماچس کی تیلی جنگل میں آگ کا سبب بنتی ہے۔ میڈم اسپیکر! بجٹ کسی بھی حکومت اور ریاست کا وہ عمل ہوتا ہے جس میں آمدن اور اخراجات کو پیش کیا جاتا ہے۔ جتنی زیادہ آمدن ہوں گی۔ جتنی زیادہ وسائل ہوں گے۔ جتنی زیادہ افرادی قوت، زراعت اور بالخصوص معدنیات میں آمدنی ہوگی بلوچستان کے وسائل میں اتنا ہی اضافہ ہوگا۔ میڈم اسپیکر! میں بجٹ پر تقيید بالکل بھی نہیں کروں گی۔ بلکہ گزشتہ پانچ سالوں کی بجٹ یا تقریر یا پھر پی ایس ڈی پی کا اگر موازنہ کیا جائے تو پانچ سے لیکر پندرہ فیصد یہی اعداد و شمار ہے ہیں۔ ہمارے غیر ترقیاتی بجٹ سے ترقیاتی بجٹ سے زیادہ رہے ہیں۔ میڈم اسپیکر! آخر کیوں؟۔ کیا ہمارے وسائل نہیں ہیں؟

کیا ہم وفاقی حکومت کی ایک اکائی نہیں ہیں؟۔ اسکا جواب نفی میں ملتا ہے۔ وفاقی حکومت نے اٹھارویں ترمیم کے بعد آئین کی پامالی کی ہے۔ این ایف سی ایوارڈ کا انعقاد ہوتا تو ہمارا شیئر زیادہ ہوتا۔ اس طرح ہمارے صوبے کا سب سے جو بڑاوسائیل ہے وہ گیس ہے۔ 1952ء میں سوئی، ڈیرہ گنڈی کے مقام سے جب گیس درآمد ہوئی تو پورے ملک کو اسی مقام سے گیس ملتی رہی۔ 1955ء سے لیکر 1969ء تک ملک کو 91% گیس سوئی کے مقام سے ہی ملتی رہی۔ میڈم اسپیکر! 1983ء سے 2000ء تک ہم نے اپنی گیس کا صرف 2 فیصد استعمال کیا۔ اسکے بعد ادیج پاور پلانٹ جب بنا تو پھر ہمیں سات فیصد گیس ملنے لگی۔ یعنی ابھی سات فیصد ہو گئی ہے۔ میڈم اسپیکر! اب سوال یہ ہے کہ گیس کے آمدن سے ہمیں کیا ملتا ہے؟۔ تھوڑی سی رائٹی۔ اور پھر گیس ڈولپمنٹ سرچارج یہاں یہ بھی گوش گزار کر دوں۔ کہ ماضی میں GDS کی مدد میں دوسرے صوبوں سے ہمیں کیا ملتا تھا؟ میڈم اسپیکر! آئین کی آڑ کیل 158 کہتا ہے کہ جس صوبے سے گیس فراہم ہوتی ہے پہلے اُسی کی ضروریات کو پورا کیا جائے۔ یہاں معاملہ بر عکس ہے۔ ابھی تک 2 فیصد ہماری گھر بیوں استعمال صرف ہمیں جو دو فیصد ہے وہ گھر بیوں استعمال کیلئے ملتے ہیں جو لوڈ شیڈنگ کے جو ہے ذریعے وہ بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ میڈم اسپیکر! یہاں پر یہ گوش گزار کر دوں کہ مارچ 2014ء میں ایک پرائیویٹ کمپنی نے کوئی میگاواٹ کی بھلی گھر کی تنصیب کیلئے گیس کی فراہمی کی درخواست دی۔ سابقہ وزیر اعلیٰ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کے دور میں یہ سب کچھ ہوا۔ اور کیم جولائی 2015ء میں وفاقی وزیر کو خط لکھا گیا کہ مذکورہ بھلی گھر کی تنصیب کیلئے انکو گیس فراہم کیا جائے۔ لیکن یہ کہہ کر ہماری درخواست کو رد کر دیا گیا کہ گیس کی وجہ سے ہم تمام صوبے کو سپلائی نہیں کر سکتے۔ آج اگر بیچاں میگاواٹ کی بھلی گھر کی تنصیب ہوتی تو کم کوئی میں لوڈ شیڈنگ سے ہماری عوام کو اور ہمارے لوگوں کو نجات مل جاتی۔ میڈم اسپیکر! ہمارا بجٹ ترقیاتی مدد میں کیوں کم ہے؟۔ اب میں اسکی جانب آتی ہوں کہ اٹھارویں ترمیم میں آڑ کیل 172 سب آڑ کیل 3 میں واضح طور پر آئیں اور گیس کو وفاقی وحدتوں نے صوبوں کے اور وفاق کے درمیان مشترکہ طور پر ایک حصہ قرار دے دیا ہے کہ یہ وفاق اور صوبوں کا حصہ ہے۔ صرف اس میں یہ شرط رکھی گئی ہے کہ اگر کسی بیرونی کمپنی سے معاہدہ طے نہیں ہوتا ہے تو پھر یہ صوبوں کا اور وفاق کا مشترکہ حصہ ہے آئیں اور گیس۔ میڈم اسپیکر! بلوچستان کا جو گیس ہے وہ OGDS اور PPL کی کمپنی چلا رہے ہیں۔ اور اربوں کا منافع کمار ہے ہیں۔ لیکن آج تک کوئی حساب کتاب ان سے نہیں لیا گیا۔ اس گیس کو ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کی حکومت نے CCI چیج دیا تھا۔ لیکن ابھی تک CCI میں نہ discuss ہوا اور نہ ہی اس ایجنسی کے table پر لایا گیا۔ اور نہ ہی اس پر بات چیت کی گئی۔ میڈم اسپیکر! گیس کمپنیاں پابند ہے کہ مذکورہ علاقے کے فلاں و بہبود کیلئے اس کو خرچ کریں ڈیرہ گنڈی کے عوام بدحال ہیں۔ human development index میں پاکستان پورے صوبے سے سب سے پیچھے ہے لوگ نالاں ہے۔ اگر اس بجٹ میں ڈیرہ گنڈی کو کچھ مل جاتا ہے تو ہمیں خوش ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ جہاں سے گیس نکلتی ہے پوری دنیا میں یہ کہا جاتا ہے کہ جس کے وسائل

ہوں وہی پر خرچ کیا جائے تو میں یہ سمجھتی ہوں۔ کہ وہ ہمارے صوبے کا ایک حصہ ہے جس نے ہمیشہ سے پورے ملک کو گیس فراہم کیا ہے۔ اگر اس کیلئے اس بجٹ میں کچھ زیادہ رکھ دیا جاتا ہے تو ہمیں خوش ہو جانا چاہیے یہ انکا حق ہے۔ انکی ملکیت ہے اور میں اس بات پر فخر محسوس کرتی ہوں۔ میڈم اسپیکر! میں اپنے بجٹ کے خود خال پر بعد میں آتی ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ ہم اپنے PSDP کو اچھاتے بھی رہے۔ چھڑاتے بھی رہے۔ لیکن کبھی ہم نے فیڈرل

-PSDP

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! لکھی ہوئی تقریروں کے مطابق نہیں پڑھ سکتی۔ points لے لیں۔ جی نوٹس لے لیں۔
ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: کیا کبھی ہم نے فیڈرل کی PSDP کی طرف نظر دوڑائی ہے؟ کبھی جو اسکیمات ہم نے پہنچی ہے۔ اُن پر کبھی کیا عملدرآمد ہوا ہے؟ اگر اسکا ہم سرسری ساجائزہ لیں تو ہم پر حقوق آشکار ہو جائیں گے جو انہائی قابل افسوس ہے۔ ڈاکٹر قصیر بنگالی، جنہوں نے ریسرچ کتاب میں 99ء سے لیکر یعنی 2016ء تک فیڈرل PSDP میں اُنکا اعداد و شمار کیا اسکے بعد میڈم اسپیکر! اس کے دو سالوں کا اگر ہم جائزہ لیں۔ تو 2000ء سے لیکر 2001ء تک وفاقی حکومت کے درمیان تقریباً نوے ہزار میلین اسکیمات ایسے تھے جنہوں نے ابھی تک ہمیں کوئی اسکیمات بھی نہیں دیے۔ اور 1969 میں جو PSDP میں 2.7 شیئر ہمارا بنتا ہے۔ البتہ گودار کی اہمیت کو منظر کر کر اگر ہم دیکھتے ہیں تو 16-2015 کے بجٹ میں ہمیں 41 لاکھ اور 74 میلین دیئے گئے ہیں۔ جو 4.75 فیصد بنتا ہے۔ جبکہ وفاقی جو PSDP ہے اُس میں 87 لاکھ اور 4 ہزار 949 کا ہے۔ میڈم اسپیکر! اس ایوان کی توسط سے میری بھی درخواست ہے کہ فیڈرل PSDP میں ہمیں NFC award کو دیکھنا چاہیے۔ اور اس سے اپنے شیئر کو مانگنا چاہیے۔ میڈم اسپیکر! ہم یہ بات تو کہتے ہے کہ ہمیں بلوچستان کی محرومیوں کا ازالہ کرنا ہے۔ یا ہمیں education یا health یا health education کو ہمیں کس طرح آگے لیکر جانا ہے۔ کیونکہ آج سے اگر ہم دیکھیں تو ہمیں سالوں سے ہماری PSDP کا یہی حال رہا ہے کہ ہم نے بہت کچھ کیا ہے۔ لیکن ہم نے اپنے education اور health یا health education میں کوئی performance نہیں لاسکے۔ بلوچستان کی محرومی کا ازالہ ہمارے 70 ارب کی ترقیاتی جو بجٹ ہے اُس سے نہیں ہوگا۔ لیکن منصفانہ بنیادوں پر جو ہم ہمارا حق ہے وہ ہمیں دیا جائے۔ CCI اور NFC ہماری سب سے بڑے وسائل ہیں۔ ان کیلئے 2 ارب روکے گئے ہے۔ جب کہ ہماری معدنیات کی مالیت اور ذخائر بولوں روپوں سے زیادہ ہے۔ ہمیں پیرونی ممالک کی سرمایہ کاری کیلئے کتنے وسائل کی ضرورت ہو گی؟۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی جدید بنیادوں پر سروے کریں۔ اور سیٹلائز اور ڈرون کے ذریعے۔ تاکہ ہمارے جو ذخائر کا حقیقی جنم ہے وہ ہمیں معلوم ہو سکیں۔ اس کیلئے بجٹ میں تو کچھ رقم ہمیں مختص کرنی پڑے گی۔ دوسرا ہمارے وسائل جس کا حصہ صوبے کے GDP پر ہے

جو محکمہ حیوانات۔ اُس پر سب سے زیادہ یعنی 4 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ تاکہ ہم اس کو ایکسپورٹ کر سکیں۔ اور اُس سے کافی آمدنی ہمیں ہوگی۔ میڈم اسپیکر! بلوچستان میں سیاحت کی فروع کیلئے اقدامات کی ضرورت ہے۔ ہمیں ان تفریجی مقامات ہمارے پاس ہے۔ میں سمجھتی ہوں جس طرح ہنگول پارک ہے۔ اگر ہم اُس پر توجہ دے اور اُس کیلئے بجٹ زیادہ رکھیں۔ جس طرح کہ 18 کروڑ رکھے گئے ہے ابھی اس بجٹ میں۔ اس سے آمدنی تو نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہ بھی بتاتی چلوں کہ اٹھارویں ترمیم کے بعد صوبے کے زیر استعمال ہے۔ اُس رقم کو بھی صوبوں کو دینا چاہیے جو کہ وفاق کے ساتھ ہے۔ میڈم اسپیکر! صحت اور تعلیم اہم شعبے ہیں۔ یعنی تعلیم کے شعبے میں 43 ارب اور صحت کے شعبے میں 19.4 ارب روپے رکھے گئے ہے۔ میڈم اسپیکر! امن و عامہ ایک اہم مسئلہ ہے اور جو بلوچستان میں ہمیشہ سے رہا ہے۔ اُسکے خاتمے کیلئے ہم سب تگ دو کر رہے ہیں۔ اور ہم سب جڑے ہوئے ہیں۔ اُس کیلئے 34 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں یہ بہت خطریر رقم ہے۔ بلوچستان کی سرحد طویل بلوچستان اور ایران سے ملتی ہے۔ اور اس لیے امن و امان کی مدد میں وفاقی حکومت۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر ہماری جتنی بھی مدد کر سکیں وہ ہمارے امن و امان کیلئے کر سکتی ہے۔ جس کی سرحد افغانستان اور ایران سے ملتی ہے۔ اور اس رقم کی ادائیگی وفاق ہی کر سکتی ہے۔ تو میڈم اسپیکر! اپنے اس شعر کے ساتھ کہ:

کچھ اور بڑھ گئے اندھیرے تو کیا ہوا۔ ما پس تو نہیں ہے طلوع سحر سے ہم۔
مانا کہ اس زمین کونہ گلزار کر سکے۔ کچھ خارکم کر گئے گزرے جدھر سے۔

Thank you

میڈم اسپیکر: Thank you۔ جی عاصم کر ڈیلو صاحب۔

میر محمد عاصم کر ڈیلو: مہربانی اسپیکر صاحبہ۔ بجٹ 19-2018ء پر آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا اسپیکر صاحبہ! بجٹ جیسے ہمارے colleagues نے بھی کہا۔ ایک طرف سے آمدنی اور دوسرے طرف سے خرچ۔ اب اُس کا وہ کرتے ہیں کہ ہمارے آمدن کتنی ہے اور خرچ کتنے ہیں؟ بلوچستان کا پہلا بجٹ جو پیش ہوا تھا وہ 36 کروڑ something کا تھا۔ آپ اسکو compare کر دیں اس بجٹ کے ساتھ تو آدمی کو حیرانگی ہوتی ہے، کہ nondevelopment بجٹ میں 264 ارب روپے۔ ہم 1992-93ء کا مجھے یاد آتا ہے جو development بجٹ اور nondevelopment بجٹ اور ہوا تھا زیادہ بجٹ 43,44,45, ہے اگر آگے اس پر کشوں نہیں پایا گیا۔ میرے خیال میں جو آج ہم 88 میں ڈولپمنٹ کا بجٹ پیش کر رہے ہیں اور deficit 62 ہے۔ تو آئندہ میرے خیال میں ڈولپمنٹ بجٹ میرے خیال ختم ہو جائیگا۔ اسپیکر صاحبہ 2004ء سے لیں۔ ہم گوار، گوار کرتے جا رہے ہیں۔ گوار میں 2004ء میں ایئر پورٹ کیلئے زمین acquire کی گئی ہے۔ اور ابھی

تک مساوائے اُدھر خاردار تاریخی کے کوئی بھی کام نہیں ہوا ہے۔ میں اُس کا چشم دید گواہ ہوں۔ پانی جو گوادر کا اُس ٹائم سے ایک مسئلہ تھا بنیادی مسئلہ ہے۔ لوگ اُس کے بغیر وہاں جی نہیں سکتے ہیں۔ میرے خیال میں ابھی تک وہ مسئلہ بھی حل نہیں ہوا ہے۔ ہم تو بلوچستان کی اُس کے عوام کی، پاکستان کے عوام کی خوشحالی چاہتے ہیں۔ ہمارا اصل مقصد یہ ہے کہ ہمارے عوام خوشحال ہوں اور اپنے پیروں پر کھڑے ہوں۔ مگر آج 2018ء میں بھی آگیا ہے مگر وہ مسئلے جوں کے توں ہیں، حل نہیں ہوئے ہیں۔ اسپیکر صاحب! مرکز نے اس پانچ سال میں نو ہزار ارب لے گئے۔ پنجاب کے لوگ بھی ہمارے بھائی ہیں، صوبہ پنجاب کو دیا ہے۔ ہمیں اُس سے گل نہیں ہے۔ بلوچستان کو دو ہزار پانچ سوارب ملے ہیں۔ وہ بھی اُس صورت میں کہ وہ laps ہوئے ہیں سال کے آخر میں۔ جیسے اس دفعہ ہوا ہے۔ جو ہمارے اسکیمات ہیں وہ ایسی کے ایسی پڑے رہتے ہیں۔ ایکنک سے اُن منصوبوں کی منظوری نہیں ہوتی۔ اور سال کے آخر میں کہتے ہیں کہ منظور نہیں ہوئی ہیں unapproved ہیں approved ہیں۔ لہذا جتنے فنڈز ہیں اسکو مجذد کر کے پھر فیڈرل کے خزانے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اسپیکر صاحب! آپ یقین نہیں ہوئے ہیں۔ کچھ ہمارے اسکیم ہیں، 5 سال سے reflect ہوتے گئے۔ اور انکے CWP نہیں ہوئی۔ ایکنک سے اُن کی منظوری کریں، کچھ ہمارے اسکیم ہیں، اور ہزار 5 سال سے reflect ہوتے گئے۔ اور اس دفعہ بھی ہم نے جا کر منتن کئے ہیں دوبارہ انکو reflect کیا۔ اور پانچ سال گزرنے کے باوجود ان کو approved بھی کرنے کے باوجود اس سال بھی ہمارے منصوبے تھے وہ ایسے ہی رہ گئے۔ کوئی بھی پر عملدرآمد نہیں ہوا ہے۔ اور اس دفعہ بھی ہم نے جا کر منتن کئے ہیں دوبارہ انکو reflect کیا۔ آخر اسپیکر صاحب! ایک صوبہ جو بلوچستان اس ملک کا نصف حصہ ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اگر 9 ہزار ارب آپ جب دے دیں ایک صوبے کو، اُس کا نصف 4 ہزار 5 سوارب بلوچستان کو دے دیتے پھر میں کہتا تھا کہ آپ لوگوں نے انصاف کیا۔ کہاں 2 ہزار 5 سوارب، وہ بھی utilize نہیں ہوتے ہیں اور سال کے آخر میں چلے جاتے ہیں۔ اسپیکر صاحب! آپ خود اندازہ لگائیں، ہم کہتے ہیں کہ بلوچستان میں پسمندگی ہے۔ لوگوں کے کام نہیں ہوتے ہیں۔ آپ اسپیکر صاحب! خود بتائیں لوگوں کے کام کیسے ہونگے۔ آپ فنڈ زدینگے تو عوام میں خوشحالی آئیگی۔ ابھی تو میں، یہ تو بر ملا کہتا ہوں اس فلور پر جتنے بھی کام شروع ہوئے ہیں وہ بھی مشرف کے وقت میں ہوئے ہیں۔ پیسے آرہے تھے، آپ کا کوشش ہائی وے بنا۔ آپ کا گوادر ایئر پورٹ بنا۔ یہ تو سارے اُسی ٹائم کے منصوبے تھے۔ اس ٹائم کا تو کوئی منصوبہ ہمیں نظر نہیں آتا ہے۔ ہم تو صرف دیکھ رہے ہیں۔ احسن اقبال صاحب ادھر آئے تھے تو انہوں نے کہا کہ شاداب کوٹ منگور وڈیہ تمام کارکردگی ہم نے بنایا۔ میں نے کہا۔ سردار اسلام صاحب بیٹھے ہیں اس کے بال اُس ٹائم کا لے تھے یہ منصوبہ شروع ہوا تھا، ابھی اس کے بال سفید ہے بال۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ منصوبہ ہم لوگوں نے کیا۔ اس کے سردار اسلام صاحب بھی گواہ ہیں۔ اسپیکر صاحب! ابھی جو CCI کی میٹنگ ہوئی۔

(خاموشی۔ اذان عصر)

میڈم اسپیکر: جی گیلو صاحب۔

میر محمد عاصم کر گیلو: تو محترمہ اسپیکر صاحب! میں یہ کہہ رہا تھا کہ 9 ہزار ارب 5 سال میں ایک صوبے کو چلے جائیں اور 2 ہزار پانچ سوارب یہ جو نصف پاکستان بنتا ہے رقبے کے حساب سے، یہ اسکو دیا جائے تو یہاں خوشحالی کیسی آئینگی۔ سی پیک کو لے لیں۔ ابھی ہمارے leader of opposition نہیں ہیں زیارتواں۔ جب نواب صاحب کی حکومت تھی احسن اقبال صاحب آئے تھے۔ تو نواب صاحب نے مجھے اور زیارتواں صاحب کو کہا کہ آپ ان کے ساتھ زیارت جائے۔ ہم گئے تو ایک گاڑی میں سوار تھے۔ میں نے اُن سے سوال کیا؟ کہ سی پیک کا مجھے ایک اینٹ بتادیں جو یہاں پر لگا ہے وہ اس کے جواب دینے سے قاصر رہے۔ کہا نہیں ابھی شروع ہو گا۔ ایشین بینک سے بورڈ بنا تھا۔ شاید مولانا عبدالواسع صاحب اُس روڈ کے افتتاح پر دانہ سر روڈ جوڑوں کی طرف گئے تھے، مولانا نفضل الرحمن صاحب بھی آئے تھے، اسفندیار ولی بھی آئے تھے۔ وہ ایشین بینک کے تعاون سے بنا۔ آج سے نہیں پانچ سال پہلے سے شروع ہے۔ وہ بھی کہہ رہے تھے یہ سی پیک ہے۔ میں نے کہا جناب یہ سی پیک کا حصہ نہیں ہے میں اُس وقت فائز منسٹر تھا یہ ایشین بینک ہے۔ اس سے آپ کا کوئی تعلق بھی نہیں ہے جو آپ اپنے نام کہہ رہے ہیں۔ این ایف سی ایوارڈ ڈیکھیں۔ کتنے سال سے due ہے۔ یہ پورے پانچ سال میں این ایف سی ایوارڈ کا نام بھی نہیں لیا گیا، ہونا تو یہ چاہیے تھا جب اُس کی مدت این ایف سی ایوارڈ کی ختم ہوئی تو یہ دوسرا این ایف سی ایوارڈ ہوتا۔ مگر اس کے باوجود CM صاحب آپ کہاں جا رہے ہو؟ آئیں کچھ آپ کو بھی کہنا ہے۔ یہ توفیڈرل ہے پھر صوبے پر آتا ہوں۔ تو ابھی این ایف سی ایوارڈ، یہ پانچ سالوں میں نہیں ہوا۔ ہمارے اس میں کتنے نقصانات ہونگے۔ یہ اُس ٹائم پرہیز چلے گا جو نیا این ایف سی ایوارڈ ہو گا۔ سی پیک، ابھی بھی میں اس فلور پر کہتا ہوں کہ اُس سے بلوچستان میں کچھ کام ابھی تک نہیں ہوا ہے۔ جو بھی 45 ارب ڈالرز میں آئے تھے، جتنے بھی خرچ ہوئے، اُس میں بلوچستان پر ایک روپیہ بھی خرچ نہیں ہوا ہے۔ ہماری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ ہم عوام کی خدمت کریں۔ اور ان کو خوشحالی دکھائیں، جہاں تک ممکن ہو اے ہم نے اپنے حقوق میں اُنکے لئے اقدامات کئے ہیں۔ چار، پانچ بلین کے تعاون سے اُس ٹائم جب میں فائز منسٹر تھا فیڈرل سے میں نے اسکیمات لئے اپنے حاجی شہر تھیں کیلئے structure بنائے اور جو پانی ہے اُس کی روک تھام کی۔ اور اُس سے لوگ بیراج ہیں 6 بیراج بنائیں تقریباً تین لاکھ ایکٹر ہر سال اُس سے آباد ہو رہے ہیں اور وہاں کے لوگ خوش خوش حال ہیں۔ وہ گورنمنٹ آف بلوچستان اور پاکستان کو دعا کیں کر رہے ہیں۔ مگر ابھی کیا ہو رہا ہے۔ ناظری جسے کہتے ہیں، نواب محمد خان شاہواني موجود نہیں ہیں، اُس کے بھی وہاں پر زمینیں ہیں، وہاں کے جا گیردار ہیں۔ زیریں بالاناظری اور بالا ناظری۔ اسپیکر صاحب! ابھی یہ قوانین قلات کے time سے وہاں کے قانون ہے۔ جو زمین چلی ہوتی ہے پہلے اُس کا حق بنتا ہے۔ ابھی اس کے اوپر world bank کے تعاون سے structure بنائے جا رہے ہیں۔ آپ اندازہ لگائیں بی بی!

انتے اسکیمیات اتنے لوگ خوشحال ہوئے ہیں۔ اگر وہ structure بن گے ادھر ایک بونڈ بھی پانی کا نہیں آئے گا اور چار پانچ لاکھ لوگ یہاں سے ہجرت کر کے چلے جائیں گے، کس طرف جائیں؟ یہ پتہ نہیں ہے۔ ابھی CM صاحب کو میں نے پہلے بھی request کی ہے اسکے جواب میں تھا، پورا لی تھا، اُسکو یہاں شفت کیا گیا ہے۔ اُس کے پرنس علی بھی گواہ ہیں۔ اگر اس کو نہیں روکا گیا ہمارے حلقے تباہ ہو جائیں گے۔ لوگ یہاں سے migrate کریں گے پتہ نہیں کہاں جائیں گے۔ میڈم اسپیکر: گیلو صاحب! please wind up six

windup کرنے ہے۔ thirty

میر محمد عاصم کر گیلو: جی ہاں اسپیکر صاحبہ مجھے دس منٹ دے دیں۔ میں آتا ہوں صوبائی اُس پر اسپیکر صاحبہ آپ کو بھی معلوم ہیں مولانا واسع یہاں تشریف فرمائیں ہمارے دوسرا معزز ممبر بھی یہاں تشریف فرمائیں، آپ یقین کریں کہ پچھلے پانچ سال میں جو ظلم اور ستم ہمارے ساتھ ہوا ہیں میرے خیال میں کسی کے ساتھ نہیں ہوا ہے۔ ابھی ڈاکٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے ہیں وہ رکھتے پھر میں بتاتا تھا 45 years per year 50 ارب روپے lapse ہوئے ہیں اسپیکر صاحبہ! چار سال میں دو سو سے زائد ارب یہ بلوجستان کے عوام کے غریب پیمانہ یتیم عوام کے lapse ہوئے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔ آپ کے لوگوں کو پانی پینے کے لیے نہیں ہیں یہ لوگ دو دو سوارب lapse کیے۔ آپ یقین کریں اگر ایک water supply ہمارے کچھی phase-2 water supply کا یہ 2014ء سے شروع ہوا ہے۔ ابھی تک اُس کا پچاس فیصد مکمل نہیں ہوا ہے۔ اور اس سال پچھلے کا آپ ریکارڈ اٹھائے اس اسمبلی میں، میں نے کہا تھا کہ اس اسکیم کو بنانے کے لیے اگر اس طریقے سے آپ لوگ فنڈ رکھتے ہیں 5 کروڑ، 7 کروڑ اسکو 25 سال لگ جائیں گے۔ آپ محترمہ یقین کریں وہاں کے لوگ، یہ جو برستائی نالہ آتا ہے پانی کا، اُس سے اپنے تالابوں کو بھرتے ہیں اور ایک سال تک اُس میں مال مویشی، گدھے، گھوڑے انسان پانی پیتے ہیں۔ اُس دن جب ہائی کورٹ بلا یا تھا زمرک خان اُس کے گواہ ہیں میں نے ہائی کورٹ کے جھوٹ کو بھی کہا تھا۔ وہ کہہ رہے تھے یہ جو کچھ تالاب ہیں یہ کیسے ہیں؟ میں نے کہا آجائیں میں آپ کو دورہ کراتا ہوں میں آپ کو دکھاتا ہوں تالابوں کی حالت زار آپ آئیں اپنے آنکھوں سے اُس کا مشاہدہ کریں کہ کس طریقے سے ایوان، انسان اس تالابوں میں پانی پیتے ہیں۔ میں نے کہا جناب آپ تو ادھر بیٹھے ہیں آپ نہیں دیکھتے ہیں اُدھر کیا ہو رہا ہے۔ ابھی اچھا ہے کہ ہمارے CM صاحب بھی تشریف فرمائیں۔ تو بی بی! پچھلے دفعہ، اس دفعہ اسکی کل لائلگت ہیں 2 ہزار 38 ملین ہے اور پہلے phase میں 700 ملین رکھے تھے مگر وہ بھی دیے نہیں گئے۔ اور سے یہ پانی اُس علاقے میں نہیں ہے۔ ہر تیسرے آدمی کو hepatitis BC ہے۔ پرسوں بھی ایک ادمی لائے تھے میں نے اُس کا علاج بھی کیا گرروہ نج نہیں سکا، میں نے اُس کی میت ایک بولینس میں روانہ کر دیا آپ یقین کریں یہ ماہ رمضان ہے میں جھوٹ نہیں بولتا ہوں۔ ابھی اس سال بھی پانچ سال

میں نے اس اسمبلی میں کہا کہ یہ منصوبہ چار سو گاؤں کے لیے جو حاجی شہر ایک تھیصیل ہے صاف پانی ہے پینے کے لیے ڈیرہ مراد سے آئے گا۔ میں نے اس دفعہ بھی لکھ کر دیا مگر بی بی! دوسوارب lapse ہو رہے ہیں مگر غریبوں کو صاف پانی پینے کا نہیں دیا جاتا۔ تو اس دفعہ اس کے لیے پانچ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اگر بی بی! اس سال سے ہواتو آئندہ بیس سال میں یہ منصوبہ مکمل ہو گا۔ اور اس سے پہلے بھی میں نے فلور پر جب نواب صاحب کی حکومت تھی جب ڈاکٹر صاحب کی حکومت تھی میں نے کہا تھا کہ اس منصوبے میں 70 ملین پہلے رکھے تھے وہ بھی نہیں دیے کہ 70 ہوتے تھے تو اس کے کام ہی ختم ہوتا تھا۔ مگر وہاں کے عوام ابھی انتظار کر رہے ہیں کہ 20 سال بعد یہ منصوبہ مکمل ہو گا۔ بی بی! ابھی ہم request کرتے ہیں CM صاحب سے یہ تو انسانی جانوں کا مسئلہ ہیں لوگوں کو صاف پانی دیا جائے۔ جب آپ ایک طرف سے دوسروں سو ہر سال 45 billion یا آپ lapse کرتے ہیں تو بجائے اس میں ہیں ورکنگ بھی ہے آپ لوگوں کو صاف پانی دے دیں۔

میڈم اسپیکر: please گلیو صاحب windup کریں کیوں کہ CM صاحب نے بھی آج speech کرنی ہے۔

میر محمد عاصم کر گیلو: جی ہاں، بی بی! یہ ایسٹرن بائی پاس کوئی مسئلہ ہے ہم جاتے ہیں تو سریا بروڈ سے سارا راستہ بند ہے۔ ایسٹرن بائی پاس پر 2014ء سے کام شروع ہوا ہے CM صاحب گواہ ہے ایک دن ہم یہ پولیس ٹریننگ اُس دن گئے تھے تو وہاں پر، ہی ایم صاحب نے بھی بتیں کرنے ہیں اگر سنے تو میں کہوں۔

میڈم اسپیکر: آپ اپنی speech جاری رکھیں وہ سن رہے ہیں۔ جی۔

میر محمد عاصم کر گیلو (سینٹر وزیر): CM صاحب گواہ ہیں ایک دن ہم یہ پولیس ٹریننگ اُس دن گئے تھے آپ نے راستہ خود دیکھا میں بتایا یہ چار سال سے ایسی ہے۔ مگر اُس کو تو ہونا یہ چاہیے تھا کہ ایک سال میں ختم کرے کوئی شہر کا مسئلہ ہے۔ مگر اس دفعہ اس میں 5 کروڑ رکھے ہیں۔ 35 کروڑ اُس کو دینا تھا آپ دے دیں کہ یہ project ہی ختم ہو جائے۔ مگر کوئی شہر روزانہ وہاں ٹرک پھنسنے ہوئے ہیں روڈ بلاک ہے مگر اُس کے لیے بھی پیسے نہیں رکھے گئے۔ بی بی اسپیکر صاحب! میرا کہنے کا مقصد یہ ہے جو دو سال ڈاکٹر مالک کے اور دو سال ہمارے محترم نواب صاحب اور ایک سال تین مہینے تو یہ ہیں اس کو تو نہیں کہتا ہوں ایک سال سے جو ہم جیسے آغار ضانے کہا ہم عدالتوں میں ذلیل ہو رہے ہیں ایک سال سے یہ PSDP بند ہے۔ کبھی زیارت والے پہلے ادوار میں گئے تھے پریم کورٹ، ہائی کورٹ اُس کا حوالہ دیتا ہے۔ بی بی اے کا حوالہ دیتا ہے۔ راجنا در پرویز کا حوالہ دیتا ہے، سات مہینے سے ہمارے مکمل PSDP بند۔ اُس کے بعد ایک مہینے یہ ہوا۔ ایک سال سے ہماری DDP فنڈ جو MPA ہے، ہند ہے وہ بند ہیں ہمارے health fund ہند ہیں، ہمارے اسکالر شپ فنڈ بند ہیں، ہمارے اسپورٹس کی وہ بھی بند ہیں۔ اور سال اختتام پزیر ہو رہا ہے۔ اور آخر میں ایکشن کمیشن کا بھی فیصلہ آیا۔ کچھ کام ہونے والے تھے اُس کا فیصلہ

آیا۔ سپریم کورٹ نے نوٹس لے لیا۔ پھر اُس کے بعد اُس کو refer کیا اسلام آباد ہائی کورٹ۔ پھر اُس نے ہمارے حق میں دیا، پھر ایکشن کمیشن والے پھر سپریم کورٹ پہنچ گئے۔ انہی تک وہ فنڈ ایسی ہے۔ بی بی اسپیکر صاحب! اس سال بالکل کوئی کام نہیں ہوا۔ کچھ جب میر قدوس آئے اُس نے کام کرنا شروع کیا۔ وہاں سے کورٹ نے کپڑا لیا، بتائیں ہم کیا کرے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ عوام کی خدمت کرے اور عوام کی دلوں کو جیت لیں، لوگوں کے لیے خوشحالی لائیں اسکے لیے ہم ہمیشہ کوشش کروں ہیں۔ اور جو موجود بحث ہے اگر ہماری یہ دو تین allocation حلقے کے ہیں بڑا دے تو قدوس صاحب کی مہربانی ہوگی۔ ایک دو اور اسکے موال کا بھی میں نے بتایا ہے۔ اور میں اس بحث کو appreciate کرتا ہوں جو میر قدوس۔ اور ہمارے فناں مشیر صاحب آج نہیں ہیں اور اُس کے سارے ٹیم کو P&D کو میں appreciate کرتا ہوں۔ انشاء اللہ ہم دل سے چاہتے ہیں کہ اگلے سال جو بھی لوگ اس اسمبلی میں آئیں گے اس بحث پر implement کریں۔ thank you

میدم اسپیکر: جی یا سمین لہڑی صاحب!

محترمہ یا سمین بی بی لہڑی: thank you speaker CM صاحب کی توجہ اس طرف ضرور چاہوں گی میں بھی اسی شش و پنج میں ہوں کہ میں اپنی بات کروں یا نہ کروں میرے خیال میں اتنا اہم session ہیں اس میں CM صاحب آپ کی توجہ اس لیے میں چاہوں گی ہم سب آپ کی ٹیم ہیں مطلب چلے اپوزیشن ہی صحیح treasury کی nonseriousness benches کا آپ انداز لگائیں۔ مجھے اس لیے ڈر تھا میں نے اسپیکر صاحب! سے جو ہے request کی تھی آپ مجھے پہلے نمبر پر وہ کر لیں کہ دو چار بندے جب آئیں گے وہ اپنی بات کہیں گے پتہ نہیں گیلو صاحب بھی شاید اٹھ کر چلے جائیں گے۔ میں یہ کہہ رہی ہوں کہ اتنا اہم اور serious بحث موضوع پر بحث اور اُس میں ہمارا جو ہیں یہ میرا خیال میں بلوچستان کے ساتھ زیادتی کی مترادف ہیں اور یہ صوبہ بالکل بھی اس چیز کا جو ہے وہ میرا خیال میں deserve نہیں کرتا کم سے کم کہ ایک تو اتنی پسمندگی اوپر سے اتنے مسائل اتنے مشکلات اور اہم موضوع بحث جس پر کہ ہم بالکل مطلب serious ہی نہیں ہے اس کو سننے کے لیے تو اس پر میرے خیال میں اپنا احتجاج ریکارڈ کروانا چاہی تھی CM صاحب کو۔ باقی میدم اسپیکر بحث کے حوالے میں اگر اپنی بات رکھنا چاہوں۔ اگر آج پوری دنیا میں اگر جو جنگ ہمیں نظر آ رہی ہیں جو instability ہم دیکھ رہے ہیں وہ پوری دنیا کی جو جنگ وہ economy کی وجہ سے ہیں۔ اگر ہم امریکا کے رول کو دیکھ لے اُس کی جو پالسیز ہیں اُس کو دیکھ لیں یا جو emerging economies ہمارے طاقتیں ہیں China اور Russia کی صورت میں اُس سب کو جو ہیں وہ یہی ہے کہ کس طرح سے economy کو جو ہے کثروں کریں۔ یا ہم new world order theory کو دیکھ لے وہ ساری theory جو ہے capture کرتی ہے کہ پوری دنیا کے مارکیٹ کو کیسے کیا جائے اور اپنے مفادات کے لیے اس کو استعمال

کرے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت اگر ہم پورے ولڈ کے سطح پر دیکھ لیں اگر ہم regional wise، دیکھ لیں یا یا domestically ہم اپنے ملک کی حالت دیکھ لے تو بنیادی جو وجہ ہے بنیادی جو شورش ہیں وہ economy ہے کہ ہم کس طرح سے economy کو کنٹرول کریں اور اپنے مفادات کے لیے استعمال کریں۔ میڈم اسپیکر یہاں پر میں اپنے ملک کی طرف ضرورتمندیوں کی آج اگر ہم جو مطلب سول، ملڑی جو تھات میں کشیدگی اگر ہم observe کرتے ہیں یا جو اداروں کی نیچے جو تناد ہم observe کرتے ہیں یا جتنے بھی ادارے ہیں وہ ایک دوسرے کو superseed کرنے پر لگے ہوئے ہیں، یا جو ادارے ہیں وہ ایک دوسرے کو overlap کر رہے ہیں اُس کی بنیادی وجہ CM صاحب میں سمجھتی ہوں کہ وہ economically control ہر کوئی یہ چاہتا ہیں کہ وہ اپنے حوالے سے کس طرح سے economy کو کنٹرول کریں۔ تو یہ میں سمجھتی ہوں کہ ایک بہت بڑا الیہ ہیں ہمیں اس کو سمجھنے کی ضرورت ہیں۔ ہم اگر اپنے ملک کی جو ہے صورتحال دیکھیں پا کتنا جو ہیں وہ وسائل سے برا ہوا ملک یہاں پر میں سمجھتی ہوں کہ جو commitment کی کمی ہیں یا seriousness کی کمی ہیں کہ ہم اپنے وسائل کو organise نہیں کر پا رہے ہیں۔ ہم اپنے وسائل کو صحیح طرح سے manage نہیں کر پا رہے ہیں اس لیے کچوں اٹھا کے کبھی ہم IMF کی طرف دیکھتے ہیں، کبھی world bank کی طرف جو ہے ہم دیکھتے ہیں کبھی امریکا کی اسپورٹ ہمیں جو ہیں required ہیں۔ اُس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دیکھیں! جو بھیک مانگتے ہیں وہ پھر مطلب دوسرے کے پالیسیز کو چلانے کے پابند ہوتے ہیں۔ پھر جو ہے ان کی اپنی کوئی say نہیں ہوتی۔ ان کی پالیسیز نہیں چل پاتی۔ اس پر ہمیں غور کرنا چاہیے۔ اسی طرح سے اگر ہم اپنے صوبے کی حالت دیکھے ایک طرف جو ہیں وہ ہم بلوچستان جو وسائل سے مالا مال صوبہ دوسرے طرف ہم بھکاریوں کی طرح request کر رہے ہوتے ہیں کہ جی مرکز، ہم مرکز سے بھیک مانگتے ہیں پھر مرکز مطلب اُپر لیوں پر بھیک مانگتا ہیں۔ تو یہ بھیک مانگنے کا سلسلہ بند ہونا چاہیے۔ بلوچستان وسائل سے مالا مال صوبہ ہیں، ہم اپنے وسائل کو روکوڑک، سیندک، گوار، گیلو صاحب اس سے زیادہ جو ہیں اللہ تعالیٰ ہم پر کیسے مہربان ہو۔ میرے خیال میں اگر جو کی ہے تو ہماری اپنی commitment کی کمی ہیں کہ ہم کیوں اپنا جو ہیں کہ اپنا مقدمہ اپنا مداوہ رکھنیں پاتے ہیں، ہم logically کیوں نہیں رکھ پاتے ہیں ہم مرکز کو کیوں یہ باور نہیں کرواتے کہ اتنا جو ہے وسائل سے مالا مال صوبہ اگر ابھی بے بسی کی تصور پیش کر رہا ہے تو اس کی جو بنیادی وجہ اور بنیادی الزام آپ پر عائد ہوتا ہیں۔ اب بد نتی آپ دیکھے میڈم اسپیکر اٹھارویں ترمیم کیا کہتا ہے، اٹھارویں ترمیم میں یہ ہے کہ مطلب اُس میں ہمیں relief ملا ہیں۔ جو صوبے ہیں اُن کو تھوڑا بہت جو ہیں وہ وسائل پر اُن کا اختیار ملا ہیں۔ یا جو resources underground ہیں اُس پر 50% کا جو ہیں اُن کا اپنا حق تسلیم کیا گیا ہے۔ لیکن مرکز ابھی وہ روں بیک کرنے کی پیچھے لگا ہوا ہے۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ ہر جگہ سے جو چیزیں ہیں وہ

بدنتی کی طرف جاری ہیں اس لیے ہم اپنے system کو ٹھیک نہیں کر پا رہے ہیں خدار ایسی ایک موقع ہے بحیثیت ایک ملک ہم جو ہیں اپنے آپ کو سنبھالیں، بحیثیت صوبے مجھے یاد ہے ڈاکٹر مالک کی spceeh جب انہوں یہاں پر کی تھی جب ہم 65 اراکین سید ہے ہو جائیں تو دنیا کی کوئی طاقت جو ہے ہمیں آگے جانے سے نہیں روک سکتی۔ میڈم اسپیکر ہمیں جو ہے وہ خود مخلاص ہونا کی ضرورت ہے اپنے عوام کے ساتھ اپنے دھرتی کے ساتھ۔ یہاں پر میں یہ ضرور کہوں گی۔ کہ میں پچھلے چار پانچ سالوں سے جب بجٹ یہاں پر پیش ہو رہا ہے جو بھی چیزیں ہیں وہ ہمارے سامنے سے گزری ہیں۔ میڈم اسپیکر اگر یہاں پر یہ کہنا ٹھیک ہے جو اچھے ہم نے کئے ہیں۔ system میں اچھی جو replacement کی ہے خاص طور پر ہم نے بلوچستان کے لوگوں کو ایک تھفہ دیا ہے۔ بلوچستان کے نوجوانوں کو پیک سروس کمیشن کی صورت میں ہم نے ایک تھفہ دیا ہے۔ ایک ایسا ادارہ ہم نے دیا ہے جو کہ بہت زیادہ corruption جہاں پر سفارش اور پیسوں کے علاوہ کوئی چیز چلتی نہیں تھی۔ آج مطلب جو اس ادارے کو transparent کیا آج بلوچستان کا ہر نو جوان اپنے جو بیگانگی کا جوشکار تھا۔ ابھی پڑھنے کی طرف اور جو اس ادارے کی طرف آگے ہیں just because our efforts talent جو ہے وہ پیش کرنے کی طرف آگے ہیں because of lack of accessibility higher level no doubt ہم نے universities بنی ہے colleges کیا ہے۔ اور primary secondary کیا ہے۔ میں کوشش کی ہے لیکن بدقتی یہ ہے کہ ہم ابھی تک because of lack of accessibility hundred percent insure کو sources یہاں جو بھی ہماری مسائل اور مشکلات ہے۔ لیکن میڈم اسپیکر میں یہاں پر اس ایوان کے سامنے جتنے بھی چند ایک بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں یہ ضرور کہوں گی کہ ہم فیل گئے ہیں۔ ہم فیل کس چیز میں گئے ہیں کہ پیش کو control کرنے میں ہم بالکل ناکام گئے ہیں میڈم اسپیکر یہاں پر floor of house ایک دفعہ speech کی تھی۔ کہ خدار اس systems کو فردوں till ministry یہ بات ہوتی ہے کہ مطلب even یہ ہے کہ اگر ہم دیکھے لیں کہ کفر ٹو چیف سیکرٹری کوئی تیار نہیں ہے۔ میڈم اسپیکر یہاں پر مجھے سننے کو ملا یہاں پر اس وقت CM صاحب نواب شاء اللہ زہری صاحب تھے۔ انہوں نے کہا بی بی آپ بہت بڑی بات کر رہی ہے آپ کے پاس ثبوت کیا آپ ثبوت لے کر آئے میں کل action گا۔ اس وقت میں نے جو حلفاً یہاں پر جوار اکین بیٹھے ہوئے تھے میں نے کہا میرے پاس اور کوئی ثبوت نہیں ہے یہ اراکین اسمبلی آپ اپنے اللہ کو حاظ ناظر جان کے کہہ کہ آپ نے حلف اٹھایا ہے بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ loyalty کا اس ملک کے ساتھ loyalty کا آپ یہ بتائے کہ آیا آپ جو ہے اپنے اسکیمات پر acceptance نہیں دیتے آپ اپنے اسکیم پر

کمیشن نہیں دیتے سب نے تالیاں بھیں تو میں نے پھر نواب صاحب سے کہا اس سے زیادہ ثبوت اور میں کیا لوں کہ ہم خود own کر رہے ہیں کہ بتارہے ہیں کہ خدارا کرپشن کو آپ control کریں۔ misuse of resources کو چاۓ ہم جو ہے بالکل اس چیز کے متنہی نہیں ہو سکتے، بلوچستان کے وسائل کو جو ہے ہم misuse کر لے گے۔ کرپشن کی نظر کریں ہم بلوچستان کو بھی بنا نہیں سکیں گے اور یہی بات کافی مجھے سنبھال پڑی کہ بھی یہ چیز ہے۔ میڈم اسپیکر میں یہ صحیح ہوں کہ دوسری جو ہماری ناکام ہے وہ ناکام یہ ہے CM صاحب کہ میں اس چیز کو بالکل تسلیم کرتی ہوں۔ کہ ہمارا ایک ادارہ ایک ایسا ادارہ جو کہ P&D کے نام موجود ہے۔ ہم P&D کا قبلہ درست نہیں کر سکے، شروع سے لیکن پانچ سالوں میں جس طرح سے جو ہے مطلب P&D کے اندر دیکھیں planing and development آپ کے صوبے کا اگر یہ ادارہ ٹھیک طرح سے کام کریں میں نہیں صحیح کہ بلوچستان کے تقدیر کو بد لئے سے کوئی جو ہے اُس سے روک سکے گا۔ P&D جو ہے وہ اقرباء پروری اور P&D کے اندر جو بھی کوئی minister جاتا ہے وہ اُس پارٹی کا جو ہے وہ office گلتا ہے۔ اُس political party کا office گلتا ہے۔ اتنا ہمارا P&D politicized ہوا ہے۔ میڈم اسپیکر CM صاحب کہ میں کہتی ہوں کہ مطلب یہ زیادتی ہے میں بالکل پچھلے چار پانچ سالوں سے میں یہی کہتی آ رہی ہوں قمر دین کاریز اور عنایت کاریز سے نہیں نکل پائے، یہ ہماری جو ہے کمزوری رہی ہے۔ لیکن جو بھی کوئی minister آتا ہے وہ یہ ہے کہ مطلب صرف اپنے حقوق کے protection کے لیے کام کرتا ہے اس میں جو ہے ہم کامیاب نہیں گئے۔ میڈم اسپیکر میں جو ہے اس پر ضرور بات کروں گی آج اگر ہم distribution of resources کی بات کرتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: wind up کریں 6:20 please ہو گئے اور CM صاحب کی بھی speech ہے اور آج

اس کو آپ زراد منٹ last day please wind up کریں。you have only two minutes。 اس کو آپ زراد منٹ last day please wind up کریں。 محترمہ یا سماں بی بی لہڑی: thank you so much اسپیکر صاحب۔ میں یہ کہوں گی کہ ہم مرکز سے ضرور گلہ کرتے ہیں کہ جی ہماری قراردادیں ہے وہ ردی کی ٹوکری جاتی ہے۔ میں بجٹ پر یہ بات ضرور کروں گی کہ CM صاحب میں ایک provincial finance commission۔ وہ قرارداد لیکر آئی تھی۔ commission کا یہاں پر منظور ہوا۔ اگر وہ distribution of resources بتاتا آج ہم commission کا رونا نہیں روتے۔ وہ commission خود ایک criteria set کر کے بلوچستان کے جو بھی vulnerable districts کر سکتا تھا۔ دوسری میں یہاں پر قرارداد لے کر آئی ہوں کہ خواتین کے دارالامان division کی سطح پر، سردار عبدالرحمٰن کھنٹی ان صاحب! خواتین کے حوالے سے میرا خیال ہے بات ہو رہی ہے اگر آپ CM صاحب کو، دارالامان جو ہے وہ division کی سطح پر ہم نے قرارداد منظور کر لی، لیکن بجٹ کے اندر مجھے اس کا کوئی

نظر نہیں آیا کہ ہم نے دارالامان جو ہے division کی سطح پر بنایا ہے۔ دوسرا ہم کہتے ہیں کہ جی ہم خواتین اور پچھوں کے حقوق کے علمبردار ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ ساڑھے 3 سوارب اُس میں 186 ارب development budget ہے جو women development department کی مخصوصیت due share friendly behaviour ہے کہ ہم اُن کو جو ہے point ہیں۔ کیا یہ ہمارا خواتین اور پچھوں کے ساتھ ہے سمجھتی ہوں کہ اگر ہمارے جو speeches ہیں یا ہم نے جو point دے سکے؟۔ اسیکر صاحب! اور CM صاحب تو میں سمجھتی ہوں کہ اگر ہمارے جو point ہے کہ ہم اُن کو جو ہے point کے ہیں کچھ out ہو گا، نہیں ہو گا، ان چیزوں کو address کیا جائے۔ نہیں کیا جائے۔ لیکن میدم اسیکر میں اپنی آخر بات ضروری یہ کہوں گی کہ خدارا بلوچستان جو ہے وہ اس وقت بہت زیادہ مطلب ہے مسائل اور مشکلات کا شکار ہے میں کہوں گی کاش لیکن میں اس طرح harsh لفظ استعمال نہیں کروں گی۔ بحثیت parliamentarian دل دکھتا ہے کہ جس عوام کی خاطر ہم یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اگر خدا نہ کرے ہمارے بچے ایک دن فاقہ کشی کریں، ہمیں پینے کا پانی نہ ہو، ہمارے بچے ہوں ہسپتال میں اُن کو جو ہے کوئی وہ طبی امداد نہیں والا نہ ہو تو آپ ڈریں اُس دن سے کہ پھر ہماری اپنی حالت کیا ہوگی۔ تو ان حوالوں سے میں کہتی ہوں کہ ہم چیزوں کو serious، یعنی thank you so much۔ میڈم اسیکر: ٹھیک ہے۔ جی thank you۔ جی مفتی گلاب صاحب please time کا خیال رکھیں کیونکہ CM کی بھی speech ہے۔ جی۔

مفتی گلاب خان کا کڑ: صحیح ہے میدم انشاء اللہ۔ شکریہ میدم اسیکر بجٹ پر بحث ہو رہا ہے اور اس حوالے سے ساتھیوں نے بجٹ کو support بھی کیا ہے اور اس پر تقید بھی ہوئی ہے۔ لیکن میں اس سے پہلے جو پانچ بجٹ گزرے تھے ہم اُس پر بحث بھی کرتے تھے، نشاندہی بھی کرتے تھے کہ ہمارے حلقوں میں فائز نہیں دیا گیا ہے۔ ongoing اسکیمات zero ہیں۔ تب بھی ہماری بات اُس وقت نہیں سنی جاتی تھی۔ لیکن ہم نے بحثیت اپوزیشن اس Floor پر ہم نے احتجاج کیا بات کی ہے دلیل کی بنیاد پر لیکن ہم آپ سے نہیں گزرے ہم آپ سے باہر نہیں گئے ہم نے بلوچستان کے روایات کو پامال نہیں کیا لیکن دو مہینے کے بجٹ میں ہمارے معزز اکیں نے وہاں سے اُتر کر اپنی نشتوں سے نیچ آئے اور وہ نازیبا الفاظ استعمال کئے جو عام چورا ہوں، پچکوں اور فٹ پاٹھوں پر کوئی وہ زبان استعمال نہیں کرتا ہمیں جو ووٹ دیا گیا ہے عوام نے جو منتخب کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے مقابلے میں دوسرے کو ووٹ نہیں دیا آپ کو دیا۔ تو آپ میں صلاحیت وہ جانتے ہیں کہ آپ میں صلاحیت ہے آپ میں وقار ہے آپ میں دیانت ہے۔ لیکن ہم جو وہ نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں اور نازیبا زبان استعمال کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عوام نے جو اعتماد کیا تھا اُس اعتماد کو ہم نے نہیں پہنچایا ہے۔

لہذا ہمیں پر لی طرف سے یہ سبق دیا جاتا تھا کہ آپ اپوزیشن میں ہیں اور ہم government میں ہیں آپ کو برداشت کرنا پڑے گا۔ ہم جس طریقے کار کے مطابق اس وسائل کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ہمارا اختیار ہے وہ کہتے تھے ہم government ہے ہمارا اختیار ہے۔ آج جو درس دیتے تھے اُس درس پر ان کو عمل کرنا چاہئے، دو مہینے بھی وہ برداشت نہیں کر سکتے ہم نے چار سال پانچ بجت ان کا ظالمان رو یہ برداشت کیا تھا اور ہم نے صرف دلائل کی بنیاد پر احتجاج کیا تھا۔ اس کے بغیر نہ ہم نے نازیا الفاظ استعمال کئے تھے نہ نازیا بیاز بان استعمال کیا تھا نہ بلوجستان کی روایات کو پامال کیا تھا۔ ان تمام چیز وں کو تمام وقار کو برقرار رکھا تھا۔ لہذا اُنکو چاہئے کہ اس floor سے جو ہمیں درس دیا کرتے تھے اُس درس پر عمل ہونا چاہئے ان باتوں پر عمل ہونا چاہئے۔ لہذا جو رو یہ اور جو پالیسی انہوں نے بجت کے حوالے سے اپنا پناہیں تھی آج وہی پالیسی ان کے سامنے ہے لہذا انہوں بخوبی قبول کرنا چاہئے نہ کہ وہ تنقید کے بجائے وہ یہ کہیں کہ یہ جو آج بجت بنی ہے یہ میرے پالیسی کے مطابق بنی ہے یہ کارکردگی کی بنیاد پر بنی ہے یہ جو میرا عمل تھا اُس کے مطابق ہو رہا ہے لہذا چختا نہیں چاہئے دلیل کی بنیاد پر بات کرنی چاہئے، میں جناب عبدالقدوس بن بخش صاحب کو جو ہمارے CM ہیں تین مہینے میں انہوں نے وہ کام کر کے دیکھایا، جو میرے خیال میں ساڑھے چار سال تک دو وزراء علی گزرے کسی نے بھی اتنا collector نہیں دیکھایا کسی نے بھی اتنا عوامی رو یہ نہیں دیکھایا میں آج اپوزیشن کے floor سے انہوں دات دیتا ہوں اگر ہم رات 1 بجے بھی جاتے ہیں تب بھی ہمیں CM ملتا ہے لیکن یہاں پر ایسے CM گزرے کہ ہمیں دو ہفتوں میں بھی ان کی ملاقات نصیب نہیں ہوتی تھی وہ CM ایسا ہو جاتا تھا جیسے اصحاب کھف کاغار۔ جو اُس کا تذکرہ آج تک کسی نے اصحاب کھف نہیں دیکھا نہ اُس کا غار دیکھا ہے۔ وہ ایسا گم ہو جاتا تھا۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ CM ہونا ایسا چاہئے جس طرح میر عبدالقدوس بن بخش صاحب ہیں۔ جو ہمیشہ عوام کے درمیان میں ہوتا ہے جو ہمیشہ عوام کے مسائل سنتے ہیں۔ جو ہمیشہ عوام کے لیے حاظر ہوتا ہے۔ اسے کہتے ہیں عوامی نمائندگی اسے نہیں کہتے ہیں عوامی نمائندگی کہ دو دن ادھر ہوتے ہیں تو دو کراچی میں تین دن اسلام آباد پھر آ کر کہتے تھے میں بیمار ہوں۔ مجھ سے کوئی نہ ملے۔ یہ عوامی نمائندگی ہے یہ عوامی نمائندگی نہیں میں کہتا ہوں یہ عوام کے ساتھ ظلم ہے۔ آپ کو اگر یہ کرسی چاہئے تو آپ کو خدمت بھی کرنا پڑے گا۔ آپ کو مشقت بھی اٹھانا پڑے گا، آپ کو یہاں پر حاضری بھی دینا پڑے گا۔ لہذا ان تین مہینے میں اُس نے جو بجت تیار کیا ہے جس طرح بھی میں اُنکو support کرتا ہوں انہوں داد دیتا ہوں یہ آپ کی محنت ہے یہ آپ کی شب و روز کوشش ہے آپ ہی محنت سے یہ جو بجت بنائے ہیں میں انہیں متوازن کہتا ہوں عوام دوست بجت سمجھتا ہوں اور انہوں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ و آخر الدعا عن الحمد لله رب العالمين۔

میڈم اسپیکر: thank you last name جو ہے وہ اظہار حسین کھوسہ صاحب کا ہے اس کے بعد CM صاحب کو فلور دوں گی۔ جی معاذ اللہ صاحب!

مولوی معاذ اللہ موئی خیل: مفتی گلب نے سابقہ CM کے بیماری کے حوالے سے بات کی لیکن CM صاحب کو بھی کبھی بیماری آتی تھی۔

میر اظہار حسین اپسیکر: جی thank you۔ جی اظہار حسین کھوسے صاحب!

میر اظہار حسین خان کھوسے: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ بہت شکر یہ اپسیکر صاحب time! دینے کا۔ آج ہمارا چھٹا یہ بجٹ جارہا ہے۔ پانچ بجٹ پہلے ہم نے گزارے۔ دوسری بات ہے کہ ACS صاحب بھی نہیں ہیں اور تیسرا بات کہ اسمبلی میں ممبر ان کی تعداد بہت کم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اپنے لئے کہوں گا جو ہمارے علاقے سی ڈویژن بھی ہے، سرفراز ڈویکی اُسکے نیچے جائیں ان پانچ سالوں میں ہمیں کچھ نہیں دیا گیا۔ پتہ نہیں کیا وجہ ہے اُس میں سبی، جمل مگسی، نصیر آباد، جعفر آباد اور صحبت پور۔ پتہ نہیں ہم اچھوت ہیں۔ اب دوسرے ڈسٹرکٹ دیکھ لیں 4 ارب، 2 ارب، 5 ارب یا ب سے نہیں میر قدوس صاحب ابھی آئے ہیں چار مہینے ہوئے ہیں۔ چاہے ڈاکٹر مالک کا دور ہو، چاہے نواب شاہ اللہ کا دور ہو، نصیر آباد ڈویژن، سبی ڈویژن ہمارے ہاں کچھ نہیں ہے۔ آپ سبی کا حال دیکھیں سبی ہیڈ کواٹر رہا ہے۔ سبی میں شاہی جرگہ رہا ہے۔ ڈیرہ مراد دیکھ لیں آپ جعفر آباد دیکھ لیں آپ صحبت پور دیکھ لیں کوئی بڑا پراجیکٹ کہیں بھی نہیں ہے۔ اسکے میں چھوٹی چھوٹی سکونز، تلاab ان سے کام نہیں چلتا۔ کوئی بہت بڑا پراجیکٹ ہو۔ جس سے بلوچستان کے عوام کو فائدہ ہو۔ اس میں قصور وار میں میر قدوس کو نہیں سمجھتا اس میں قصور ہم سب کا ہے۔ ہم نے پانچ سال گزارے بس وہ ہمارے بھائی ہیں اگر کہیں اور کسی اور ڈسٹرکٹ کو کیا، چاہے خضدار ہو چاہے اپنا تھج ہوت رہت ہو چاہے اور الائی ہو چاہے قلعہ سیف اللہ چاہے چین ہو۔ لیکن برابری کی بنیاد پر ملنا چاہئے۔ ابھی میر عاصم کرد گیلو صاحب بتا رہے تھے کہ مرکز سے ہمیں برابری نہیں ملتا۔ میں یہ بات یہاں رکھوں گا کہ بلوچستان میں ہمیں برابری نہیں دیا جاتا نصیر آباد سے لیکر جمل مگسی سے لے کے صحبت پور سے لے کے جعفر آباد سے لے کے آپ کسی اور بجٹ کو دیکھ لیں دوسرے ڈسٹرکٹ کو بھی دیکھ ہمارے ڈسٹرکٹ کا بھی دیکھ لے کیا رکھا گیا ہے۔ میں پانچ سالوں سے بات کر رہا ہوں ڈاکٹر مالک کا دور گزر گیا نواب شاہ اللہ کا دور گزر گیا میر عبدالقدوس کے چار مہینے ہو گئے ہیں۔ تو کشمود ٹو ہیر دین، ابھی میں ان سمجھا نہیں پار رہا ہوں یا تو ہمارے بیورو کریٹ سمجھا نہیں پار رہے ہیں۔ بھائی! آپ کا یہ جیکب آباد کٹ ہو جائے گا، مل کٹ ہو جائے گا کندھ کٹ کٹ ہو جائے گا آپ جا کے کشمود کوٹ ہو گئے اُس میں میرا گھر نہیں ہے صرف صحبت پور نہیں اُس میں پورا بلوچستان اُدھر سے جائے گا جا کے پنجاب کو touch ہو گا وہ۔ وہ لور الائی کا بندہ بھی آئے گا وہ پیشین کا بندہ بھی آئے گا وہ چلاک کا بندہ بھی آئے گا وہ تربت کا بھی آئے گا پنجبور کا بھی آئے گا۔ یہی سمجھ پار رہے کہ یہ صحبت پور کیلئے آپ جیکب آباد سے کٹ ہو جائے گا 125 کلومیٹر کا فرق پڑ جائے گا اس سے ابھی اس چیز کیلئے پچھلی گورنمنٹ نے رکھے ہیں۔ وہ کروڑ اور اُس پہ ایلوکیشن دی پانچ کروڑ ابھی ACS صاحب نے یہ کر دیا کہ وہ کروڑ وہی

on-going میں ڈال دی ایک کروڑ ایلوکیشن، یہ حال ہے ہمارا۔ اس کوٹ کر کے ایک کروڑ ایلوکیشن - تواب کیا جائے اس پر ہم تو یہاں بول سکتے ہیں کرتونہیں سکتے، کرنا تو انہوں نے ایسا نہیں سب اس میں ہے۔ ان میں اچھے بھی ہیں کام کرنے والے بھی ہیں یور و کرٹیں محنت بھی کرتے ہیں۔ اور ان کو ہم appreciate بھی کرتے ہیں جو کام کرتے ہیں۔ اور اس کی ساتھ پٹ فیڈر کینال کی لائنگ، اسی پانچ سالوں میں بار بار کہتا رہا ہوں کہ پٹ فیڈر کینال کی لائنگ۔ پٹ فیڈر کینال کے میں تو یہی کہوں گا، اس فلور پر کہنا بھی نہیں چاہئے، پچھپ کھاتے میں چالیس کروڑ رکھا گیا ہے۔ جس کو کہتے ہیں پچھپ کھاتے سندھی میں اب اس کو ہم کیا کرے چالیس کروڑ کو بھائی چالیس کروڑ کو اس طرح رکھوں کہ پٹ فیڈر کی کسی لائنگ کیلئے ہر سال چالیس کروڑ پچاس کروڑ ساٹھ کروڑ اسی کروڑ پٹ فیڈر کیلئے رکھا جاتا ہے پتا نہیں کہا جاتا ہے۔ اسی طرح جید دین ڈرینگ کے لئے رکھا گیا ہے اس کے لئے میں کینال کیلئے نہیں رکھتے ہیں۔ جہاں سے میں کینال لکھتا ہے۔ بھائی اس کو تو بناؤ اصل، من تو بناؤ یا ٹانگ میں صاف کرو۔ وہ کینال نہیں بنتا نیچ جو واٹر کورس ہے اس کو بنانے جارہے ہیں۔ اس پر کیا کیا جائے کیا بولا جائے بہت دُکھ کی بات ہے۔ آج پانچ سال گزر گئے ہیں اس چیز پر، ہم روتے روتے، بولنے بولتے، ہر CM کو میں نے بولا ہر CM نے بجٹ ٹائم پر بڑے دلasse دلasse دے کے آخر میں کچھ نہیں کرتے ہیں وہ لوگ۔ اس کے ساتھ میری ایک کمپلیکس ہے، کہیں کہیں سچائی میں کہوں گا جہاں سچ بولنا ہو میں سچ بولوں گا۔ ڈاکٹر ماں صاحب نے 17 کروڑ روپے پر کھجت پور کمپلیکس کے لئے، اس 17 کروڑ روپے پر 5 کروڑ ایلوکیشن، اب انہوں نے اسکی ایلوکیشن دی ہے دو کروڑ روپے۔ اب کیا کریں اس پر میں شکر یہ ادا کرتا ہوں میر قدوس صاحب کا اس کا ٹائم بہت کم چار مینے لیکن میڈیکل کالج دے دی وہاں بہت بڑی بات اور اسی طرح ایک میڈیکل کالج سبی کو دیں اور اسی طرح ایگر یلچھر یونیورسٹی جعفر آباد کو دیں۔ ایگر یلچھر ایریا ہے وہاں پر پاپلیشن دیکھتی بڑی پاپلیشن ہے۔ کوئی دیکھتا نہیں وہی بات کہی میں نے اب دوبارہ کہنے چاہرہ ہوں گا۔ یا تو ہم سندھی ہے یہ سمجھتے بلوچ یا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم پنجاب سے ٹھیک ہے پنجابی ہے کیا سمجھتے ہیں۔ ایلوکیشن دوسری جگہ فنڈنگ زیادہ ایک برابر سب کو رکھنا چاہئے۔

میڈم اسپیکر: کھوسے صاحب! thank you - روزہ کھونے کا ٹائم ہو رہا ہے۔

میراظہار حسین خان کھوسہ: نہیں نہیں، ایک چیز میری رہتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ایک بات بتاتا چلوں۔ اپنے کر صاحبہ! مولانا واسع صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ بڑا احترام ہے مولانا صاحب کے لئے مولانا صاحب کو پوتہ ہے وہاں پر میرے چاہیں بخش خان کھوسہ نے پانچ سوا یکڑیز میں دی ہے، مدرسہ کیلئے۔ پانچ سوا یکڑی کالج کے لئے دی ہے۔ اگر وہ کالج، وہ بلڈنگ اگر یہاں ہوتی آج 25 کروڑ کی ہوتی۔ وہاں پر بلڈنگ نہیں ہے۔ گورنمنٹ نے آج تک بلڈنگ نہیں دی صحت پور میں اور راستہ جارہا مولانا صاحب کو پوتہ ہے ان کے مدرسے ہو کے جا رہا ہے جو کشمکش کو جارہا ہے۔ میں پر آ رہا ہے وہ

درستہ وہ کالج میں پہ آ رہا ہے وہ نہیں دیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میری CM صاحب سے میری گزارش ہے کہ یہ جو ایلوکیشن کم کم رکھی گئی ہے اس کو بڑھایا جائے اور ساتھ ساتھ ایگر لیکلچر ایریا ہے۔ وہاں پر کوئی زراعت کے لئے خاص اقدامات کئے جائیں خاص کر ایلوکیشن کیلئے کوئی لائنس کی جائے، میں لائنس کی جائے پٹ فیڈر کیلئے۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ میں شکریہ ادا کرتا ہوں سب دوستوں کا۔ اور ساتھ میں ایک اور چیز بھی کہنا چاہتا ہوں۔ آخری ٹائم ہے۔ پستونخواہیپ کے جو دوست آج یہاں نہیں ہیں۔ بہت دکھ ہوا اس کا، ہماری روایات یہیں کہتی کہ آپ اسپیکر کے چیئر پر جا کر بیٹھ جائیں۔ کہیں ایسا نہیں ہوا۔ ہماری مثالیں دی جاتی تھیں اس بلوجستان اسمبلی کی۔ وہ روایتیں انہوں نے توڑی اچھی بات نہیں اچھا عمل نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان کو معافی مانگ لینی چاہئے آپ لوگوں سے سب سے یہ ہم سب کی بے عزتی ہے۔ ایک کی نہیں۔ میں اس کے ساتھ آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اگر کہیں کوئی غلطی ہوئی سچائی میں نے کی اس کی میں معافی چاہتا ہوں۔ میں پھر قدوس صاحب گزارش ہے کہ ایلوکیشن بڑھادیں، بہت شکریہ۔

میڈم اسپیکر: قائدِ ایوان صاحب! ہمارے مولانا صاحب اُس وقت میرے خیال میں نماز پڑھنے گئے اور پرس احمد علی صاحب، تو میں انکو پانچ منٹ پانچ منٹ موقع دیتی ہوں۔ پھر اس کے بعد مولانا صاحب پلیز۔ آپ بریف رکھیے گا اس کے بعد CM صاحب کی تقریر ہے۔

مولانا عبدالواسع: شکریہ میڈم اسپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا شکر گزار ہوں، اگر آپ مجھے کل کا ٹائم دیں۔ کیونکہ آج میرا مودو نہیں تھا۔ لیکن پھر بھی جب آپ کی حکم ہے تو اصول کے مطابق، میڈم اسپیکر! بجٹ 19-2018ء جو اس اسمبلی میں پیش ہو گیا۔ اور ایسے وقت میں پیش ہو گیا ہے بجٹ، میڈم اسپیکر! ہمارے ملک پاکستان اور بلوجستان کے اندر ایسی حالت ہے اور ایسی کیفیت ہے کہ ہر فرد بشرطی فکر میں ہے کہ پتہ نہیں کہ آنے والے وقت میں آنے والے دنوں میں ہمارے ملک کے اندر کیا حالات رونما ہو جاتے ہیں۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! سب سے پہلے میں اس بجٹ کے حوالے سے چیف منٹر بلوجستان میر قدوس بنجوكو مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں۔ اور شکر گزار بھی ہوں۔ اور سب سے بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ انہوں نے جو چار مہینے کے اندر جو خدمات لوگ ظاہر کر رہے تھے جو پیشگوئیاں ہو رہی تھیں کہ موجودہ حکومت آنے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ وہ جمہوریت کو لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ اور جمہوریت کو ختم کر لیتے ہیں۔ اور اسمبلیوں کو ختم کر لیتے ہیں۔ لیکن جب جناب آپ نے جمہوریت کو نہ صرف جاری رکھے بلکہ ان چار مہینے کے اندر جو آپ اور آپ کے ساتھیوں کے جو کوشش تھی، آپ نے جمہوریت کے ایسے نمونے لوگوں کے سامنے دکھا دیا ہے کہ ہر جمہوری فرد بشرطی اور ہر مختلف و موافق اس بات کی اعتراف کرتے ہیں کہ عوامی نمائندگی اسکو کہتے ہیں اور عوامی حکومت اس کو کہتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے چار مہینے کے اندر جو قیل مدت ہے، جو بالکل نہ برابر ہونے کے آپ نے جو عوام کے ساتھ رکھا تو آپ نے جو عوام کے اندر ایک عوامی حکومت کا جو نمونہ دکھایا، جو

شہر کے اندر آپ جا کر کے لوگوں سے ملے اور لوگوں کے پرسان حال کرنے، تو ایک عوامی اور جمہوری حکومت کا یہی شیوه ہوتا ہے اور آپ نے دکھادیا۔ تو یہ صرف آپ کی کامیابی نہیں ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ تمام جمہوری قوتوں کی کامیابی ہے اُن لوگوں کی کامیابی ہے جن لوگوں نے ہمارے بارے میں کہا کرتے ہیں کہ یہ جمہوریت کو ختم کرنے کیلئے اور اسمبلیوں کی ختم کرنے کیلئے ہیں۔ تو سب سے زیادہ اس بات پر مجھے خوشی ہے۔ اور اس بات کا میں پورا ہاؤس کو اور پورا ایوان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس ملک کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے، آپ دیکھ رہی ہیں کہ ہم کن حالات سے گزر رہے ہیں۔ اب ہمارے ملک میں اللہ کی پتہ نہیں کیا، اس ملک کے کیا مشکلات کہ ایسے شخص جو کئی دفعہ اس ملک کے وزیر اعظم بھی رہ چکا ہے اور ایک ایسے جماعت ایسے پارٹی جو کہ کہتے کہ ہم بانیوں اور پاکستان میں سے ہے اور خالق پاکستان کے پارٹی کے ہم اُسی نام انہوں نے اپنے جماعت اپنی پارٹی کو موصوف کیا گیا ہے۔ لیکن آج اس پاکستان کے بارے میں جو وہاں سے بیانات آ رہا ہے، جو اس پاکستان کے اوپر اولادات لگا رہا ہے میرے خیال میں اس ملک کے اندر اس سے پہلے ایسا دور کبھی نہیں گزرا ہے، نہ ایسا مشکل اس ملک پر آیا ہے۔ میدم اسپیکر صاحبہ میں سمجھتا ہوں کہ ملک کے اندر اختلاف رائے ہوتی ہے۔ ایک سیاسی جماعت کے دوسرے سیاسی جماعت سے اختلاف رائے ہو سکتا ہے۔ اپنے اداروں کے بارے کسی کا رائے ہو سکتا ہے۔ بیوروکریسی کے بارے میں کسی کے رائے ہو سکتا ہے۔ ہمارے بیوروکریسی اپنے عوامی نمائندوں کے بارے میں رائے قائم کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ گھر کے اندر کی بات یہ جمہوریت کے حسن ہوتے ہیں۔ یہ جمہوریت میں کرنا چاہئے۔ لیکن اگر میدم اسپیکر صاحبہ! آپ اپنے اس ملک پر ایسے دھبہ لگائیں کہ وہ ازلی و ابدی دشمن جو آپ کے خلاف بین الاقوامی سٹھ پر ایک مہم چلا رہا ہے۔ اربوں ڈالر اس پر خرچ کر رہا ہے۔ دُنیا کو اعتماد میں لانا چاہتا ہے اور اپنے آپ کو مظلوم کر رہے ہیں جو کہ انڈیا ہمارے ہاں ایک ملک ہے جو کہ ہمارے ملک کے ازلی اور ابدی دشمن ہے اور آپ کے ملک کے سابقہ وزیر اعظم آپ کے ملک کے سابقہ حکمران اس کے حق میں گواہی دے کر کے اور وہ دُنیا کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ بلوچستان، پاکستان ایک ڈھنگر دملک ہے۔ وہ ڈھنگر دوں کو سپورٹ کر رہا ہے۔ ڈھنگر دوں کو پالتے ہیں۔ اور دُنیا میں ڈھنگر دی پھیلاتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اپنے ملک کے خلاف ایک پرچ جو انہوں نے کاٹ دیا۔ اب کل کوئی وزیر اعظم بن جائے وہاں جا کے بین الاقوامی فورم پر عالمی برادری کے سامنے وہ کس منہ سے یہ کہہ سکتا ہے کہ ہم نے بسمی حملے نہیں کئے ہیں۔ جب آپ کے ملک کے اندر ایسے بیانات جاری ہو جاتے ہیں۔ میدم اسپیکر صاحبہ اس طرح حالات جو ہمارے اوپر گزرتے ہیں اور ان حالات سے جو ہم گزر رہے ہیں۔ میرے خیال میں ہمارے ملک کے لئے ایک الیہ ہے اور ہمیں اس پر غور کرنا چاہئے اور ہمیں اپنے سیاسی رویوں پر غور کرنا چاہئے۔ ہمیں ہمارے اپنے طور طریقوں پر غور کرنا چاہئے۔ کہ ہم کیا کرتے ہیں اور ہم کدھر جا رہے ہیں۔ اور اس ملک کو کس طرف لے جا رہے ہیں۔ ہمارے ملک کے اندر، غلطیاں ہوتی ہیں اور سب سے زیادہ اداروں اور ملکی اداروں

سے میری شکایت ہے اور سب سے زیادہ ہم یہ بات کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہا ہے۔ جمہوریت کے حوالے سے ہمارے ساتھ نا انصافی ہو رہا ہے۔ اور ہمارا حق تلقی ہوتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب نہیں ہے کہ آپ بیان کر کے اپنے ملک کے خلاف بین الاقوامی سطح پر ایک چارج شیٹ آپ جاری کیا جائے۔ تو میڈم اسپیکر صاحبہ! اس بجٹ کے حوالے سے اور بجٹ سیشن کے حوالے سے میں سب سے زیادہ اس بات کے تردید بھی کرتا ہوں اور مخالفت بھی کرتا ہوں۔ اور میڈم اسپیکر صاحبہ! اسکے علاوہ جو ہمارے بجٹ کے جو صورتحال ہے، ہم پچیس سال سے اس معزز ایوان کے رکن ہیں۔ اور پچیس سال سے ہم یہ رونا رور ہے ہیں کہ ہمارے ساتھ مرکز نا انصافی کر رہا ہے۔ اور ہمیں اپنا حق نہیں دیا جا رہا ہے۔ اور آج پچیس سال کے بعد اور یہ 19-2018ء کا بجٹ بھی ہمیں نصیب ہوا پیش کرنے میں ہمیں اللہ نے موقع دیدیا لیکن آج وہی بات میں کر رہا ہوں جو 1993ء اور 1990ء میں جب اس اسمبلی کے رکن بنے۔ اسی زیادتیاں کا ذکر کر رہا ہوں اور میں دیکھ رہا ہوں ہمارے جو اراکین اسمبلی ہیں ہمارے ممبر صاحبان ہیں تو آج پھر وہی بات دوہر رہا ہے وہی گیس اور ان کی نا انصافیاں، وہی ریکوڈ ک اور ان کے نا انصافیاں، وہی سیند ک اور وہ مرکز کی نا انصافیاں، وہی گواہ اور ہمارے ساتھ وہی نا انصافیاں، میں سمجھتا ہوں کہ میڈم اسپیکر صاحبہ! اب میں جیران ہوں کہ ہم کدھر جائیں۔ پچیس سال سے تو اس حالات سے گزر رہے ہیں۔ اور پچیس سال کے تسلسل سے ہمارے ساتھ یہ زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ لیکن پھر بھی جب کوئی نیا حکومت بنتی ہے اور اپنا مقصد بلوچستان سے پورا کرنا چاہتے ہیں، اپنے کیس پر بلوچستان کا ٹھپہ لگوانا چاہتے ہیں تو پھر آ کر کے بلوچستان کے cabinet کے سامنے اور بلوچستان کے عوام کے سامنے وہ معافی مانگنا شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن جو بھی حکومت ادھر گزرے ہیں مرکز میں، پیپلز پارٹی کی حکومت ہو تو بھی، مسلم لیگ کی حکومت ہو تو بھی کوئی اور حکومت وہاں ہو تو بھی لیکن انہوں نے کبھی کسی نے بلوچستان کے ساتھ اچھائی تو دور کی بات ہے میڈم اسپیکر صاحبہ! انہوں نے بلوچستان کے ساتھ زیادتیوں کا بہت وہی تسلسل جاری رکھا ہوا ہے۔ لیکن میڈم اسپیکر صاحبہ! مجھے افسوس ہے میرے دوست اور مجھے بہت شدید افسوس ہے اگر میرے دوست جو پانچ سالہ حکومت انہوں نے کر دیا ہے اور پانچ سالہ جو انہوں نے کہتا تھا کہ ہم نے ایک ایسی حکومت کر دی ہے تو کاش آج ادھر تشریف فرما، ہوتا تھا اور میرے آج کچھ طبیعت تو غرائب تھے لیکن میرے خواہش یہی تھی کہ میرے دوست ادھر ہاؤس میں ہو اور ہم ان کے سامنے اپنا پانچ سالہ کا رکر دگی پیش کر لیں کہ آپ کا پانچ سالہ کا رکر دگی اس کے قابل تھے، یہ تو ہمارا جمہوری رو یہ تھا یہ ہمارے ساتھیوں کے جو اپوزیشن والے تھے ہمارا جمہوری رو یہ تھا ورنہ آپ کی اس کا رکر دگی کی بنیاد پر ہم اس اسمبلی کے آنے تک ہمیں اجازت نہیں تھے کہ ہم ادھر آپ کے ساتھ کس طرح بیٹھتے تھے کہ آپ نے ادھر پانچ سال بلوچستان کے غریب صوبے کے ہر سال پچاس پچاس ارب روپے آپ lapse کر رہے تھے۔ لیکن پھر ہم آپ کے ساتھ جمہوری رو یہ رکھا ہوا تھا، جمہوری طور طریقے رکھے تھے۔ آپ نے کسی کو ایک پائی نند بھی نہیں دینا چاہ رہا تھا۔ دیکھا نے کیلئے کچھ رقم رکھ لیتا تھا لیکن خرچ کرنے

کے وقت جب آجاتا تھا تو پی اینڈ ڈی منسٹر صاحب کسی کو approval نہیں دیتا تھا۔ تو سال میں وہ بھی lapse ہوا جاتا تھا جیسے کہ پچاس ارب روپے وہ اپوزیشن والے بھی ان کے ساتھ لے جاتے تھے۔ تو میں سمجھتا ہوں میڈم اسپیکر صاحب! میں ان سے یہی موقع رکھتا تھا میں سمجھ رہا تھا کہ جمہوری لوگ ہیں یہ جمہوریت پسند لوگ ہیں۔ اور کچھ برداشت بھی کرنا چاہیے۔ وہ اپنے فیصلوں پر عملدرآمد بھی ہونا چاہیے اور کل آپ نے جو کچھ کیے ہیں وہ آج بھی دنیا دیکھ رہے ہیں۔ تو آج آپ دنیا کے سامنے کیا مظلومیت دکھائیں گے کہ آج صرف چار مہینے کے اندر آپ نے جو بدتری کاریکارڈ قائم کر لیا، آپ نے جو عدم برداشت کاریکارڈ قائم کر لیا، آپ نے جو دنیا کے سامنے اپنے اصل شکل میں دکھادیا۔ تو اس کے بعد اب دنیا کو یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا آپ کی favour کریں گے۔ اور آج جب وہاں بیٹھے ہیں آپ نے جو بایکاٹ کیا ہے تو آپ کا خیال ہے کہ دنیا آپ کے مظلومیت وہ کریں گے۔ دنیا جانتے ہیں۔ آج سو شش میڈیا کا دور ہے۔ تو آپ کے حرکات۔ آپ جانتے ہیں میڈم اسپیکر صاحب! کہ آپ یہاں چیز کر رہے تھے اور انہوں نے ایک خاتون، کرنے تقاضیت کا تقاضا ہے نہ یہاں اسلام کا تقاضاء ہے نہ سیاسی اور جمہوریت کا تقاضاء لیکن انہوں نے جعلی جامع دکھایا ہمارا سرشم سے جھک گیا کہ یہاں کر رہے ہیں اور انہوں نے جو نگلے گالی دے رہے تھے اور ساتھ ساتھ میڈم اسپیکر صاحب! میرے خیال میں شایدی ایم صاحب نے نوٹ کر دیا یہ کسی ممبر نے نوٹ کر دیا انہوں نے جب آپ کی طرف رواں دواں تھے تو کہتے ایک پنجابی وہاں بیٹھی ہے اور پنجابی میرے اوپر۔ تو شرم آنا چاہیے تمہیں جب آپ اس پنجابی کی ساتھ جو سب سے زیادہ ظالم اور جب ظالم حکمران ہے اُس کے ساتھ آپ نے پانچ سال گزار دیے اور ان کے گھر میں، اُس کے دربار پر آپ نے گزار دیئے اور سجدہ ریزی پر آپ نے گزار دیا۔ لیکن آج آپ دنیا کو یہ دکھاتے ہیں کہ میں اتنا ہمارا بن گیا ایک پنجابی خاتون وہاں چیز کر رہی ہے میں ان کے خلاف آواز اٹھاؤں گا تو دنیا آپ کو دیکھتی ہے کہ آپ نے اُس پنجابی کی جو غلامی کی آج بھی ملک توڑنے کیلئے ان کے ساتھ ہیں اور مجھے میڈم اسپیکر صاحب! آج کاش یہ ادھر ہوتا تھا۔ مجھے ایک ذمہ دار شخص نے ایک اعلیٰ سطح کے ذمہ دار نے مجھے ایک پوچھا و سال پہلے کہ یہ جو دو قوم پرست جماعتیں ہمارے بلوچستان کے ہیں اور ایک میاں نواز شریف صاحب ہیں اور وہ مسلم لیکی اور یہ قوم پرست۔ اور وہ یہ لوگ ان کے یہاں تک مخالفت کرتے تھے کہ۔۔۔ (مداخلت)

میڈم چیز پرسن: مولانا صاحب! افطار کا time ہونے لگا ہے اگر آپ اس کو تھوڑا سا مختصر کر دیں۔

مولانا عبدالواسع: دیسے ازلی وابدی دشمن کیلئے تو آپ نے ایک بیان اور گواہی کے طور پر دیدیا تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ گریٹر پنجاب کے چکر میں ہے۔ ہمارے دوست تو پہلے سے ہی تھے۔ تو اگر اس طرح لوگ ہیں۔ تو اداروں سے شکایت یہی ہے، اداروں سے میرا گلمہ یہی ہے کہ ان لوگوں نے بھی اس ہاؤس کے لئے دو تین سے زیادہ نہیں سوچھا تھا۔ لیکن آپ نے چودہ تک پہنچا دیا ادھر ہمارے اوپر مسلط کر دیا۔ میاں نواز شریف صاحب اُس وقت جب انہوں نے وہاں جلاوطن ہو گیا تو کبھی

انہوں نے نہیں سوچھا تھا کہ میں پھر وہاں جا کر کے پارلیمنٹ کا ممبر بنوں گا۔ لیکن آپ نے اُن کیلئے ووٹ اکھٹا کر کے اور آپ اس کو کہتے ہیں مصلحت کی بنیاد پر، اور اس کو عام کرنے کے بنیاد پر لیکن اگر آپ جو منصوبہ کرتے ہیں تو وہ لوگ بھی جانتے ہیں کہ ہم وہاں سے لوٹ مار کر کے اربوں ڈالر چوری کر کے۔

میدم چیئرمین: مولانا صاحب! conclude time کر دیں ہو گیا۔

مولانا عبدالواسع: بلوچستان کے اندر لوٹ مار کر کے اور پھر اسی بلوچستان کو ہم گالیاں شروع کر دیتے ہیں ایک کابل میں بیٹھ جاتا ہے۔ اور ایک وہاں جا کر کے دبئی میں بیٹھ جاتا ہے۔ اور یہی بلوچستان اور پاکستان کو گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں۔ تو میدم اسپیکر صاحب! ان حالات میں ہمارے اداروں کا اچھا ہر پوٹیشن نہیں ہے لیکن یہ گلہ ہمارا ہے۔

قائد الیوان: مولانا صاحب! میرے خیال میں مغرب کا آذان ہونے والا ہے۔ پھر windup بھی کرنا ہیں۔ مغرب کا آذان ہونے والا ہے۔

مولانا عبدالواسع: اچھا، میدم اسپیکر صاحب! بجٹ 19-2018ء اور اس حوالے سے جو یہاں صوبے میں میں سمجھتا ہوں کہ سب سے زیادہ بات اور سب سے خوشی کی بات یہی ہوتی ہے کہ کم از کم ممبروں کو اعتماد میں اور اپوزیشن کو اعتماد میں اور حکومتی ارکان اعتماد میں ہیں۔ ابھی وہاں سے بھی میں جب آوازیں سن رہا ہوں وہ پانچ سال حکومت میں تھے لیکن وہ ہم سے زیادہ اُن پر ظلم ہوا ہے۔ زیادہ وہ مظلومیت دکھار ہے تھے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ سب سے زیادہ چیز جمہوریت میں اور جمہوری حکومت میں ہی ہوتا ہے بجٹ کے حوالے۔ کہ تمام ہاؤس کو تمام عوامی نمائندوں کو اپنا حصہ دیدیا جائے۔ اُن کو اعتماد میں لیا جائے اُن کا اعتماد برقرار رکھا جائے۔ تو اس حکومت نے اور قدوس بنجوہ صاحب نے جب کوئی کام کر دیا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہی کام کر دیا کہ سب کو اعتماد میں لیکر کے اور اس بجٹ کو تیار کر دیا۔ ظاہر بات ہے کہ اندر کے پھر بھی کسی کے منصوبے میں کوئی کمی آئی ہو گی، کسی کے فنڈ میں کمی آئی ہو گی۔ لیکن مجموعی طور پر سارے ہاؤس انہوں نے اعتماد اپوزیشن اور حکومت دونوں کو اعتماد میں لے لیا۔ اور بجٹ بنادیا۔ اور اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی کامیابی کا ذریعہ ہے اور اس بجٹ کا کامیابی کا ذریعہ ہے۔

میدم چیئرمین: بہت شکر یہ۔

مولانا عبدالواسع: اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ساتھ جو ظلم نا انصافیاں وہاں ہو گیا۔ سی پیک کے حوالے سے یار بکوڈ کیا گوار کے حوالے سے جو نا انصافیاں ہو رہا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اللہ جل جلالہ اس ہاؤس میں ہمیں توفیق دے دے کہ سب کو کہ یہ بیس دن کے بعد اگر وہ جا کے ایکشن میں، تو اللہ اُن کو جو بھی وہاں جا کر کے کامیابیاں دیدے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی اپنے رویے پر نظر رکھنا پڑتا ہے۔ کیونکہ ہم نے بھی اپنے حق حاصل کرنے کیلئے اتنی کوشش نہیں کی، جیسے کہ ہونا چاہیے۔ لیکن اگر ہم آگ کیا، تو ہمیں آج یہ عہد کر لینا چاہیے آج میں ان ممبروں سے ہاؤس سے عہد لینا چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس

کی قدر کرنا چاہیے ایک، دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے اپنے اندر جتنے بھی اختلافات سیاسی ہوں لیکن ہم نے وہاں مرکز سے سی پیک کے حوالے سے یاد و سرے منصوبوں کے حوالے سے ہم نے متعدد کھانا ہو۔ اور ہم نے کوشش کرنا چاہیے۔ اس طرح نہ ہو کہ کسی کو حکومت مل جائے اور سب ٹھیک ہے جب حکومت چلی جاتی ہے تو سب خراب ہو جاتے ہیں۔ پھر اس کی نہ عوامی نمائندگی ہے اور نہ ہونا چاہیے۔ و آخر الدعوانا عن الحمد لله رب العالمين۔

میدم چیئرپرنس: بہت شکر یہ مولانا صاحب، پرس علی صاحب، جی لیڈر آف دی باؤس میر عبدالقدوس بن جو صاحب۔

میر عبدالقدوس بن جو (قائد ایوان): بسم اللہ الرحمن الرحيم، میرے خیال میں میر امیک تو صحیح نہیں ہے امید ہے کہ آواز سب تک پہنچ رہی ہوگی آپ تو سنیں گے ساتھی بیٹھے ہیں ناں، شکر یہ میدم چیئرپرنس جس طرح میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ پورا سیشن ماشاء اللہ بہت اچھا چلا کچھ ایسے چھوٹے موٹے واقعات ہوئے ہیں جس سے پورا اسمبلی کا ماحول خراب ہوا اور ہمیں افسوس ہے کہ یہاں اور آخری بجٹ ہے اسیمیں کم از کم ہمارے پشوختوں اعلیٰ عوامی پارٹی کے دوست یہاں پر موجود ہوتے اسمبلی کے فلور پر۔ اور وہ بھی اپنی بات کرتے گو کہ ان کے ایک دونماں ندوں نے بات کی زیارت وال اور سارے دو تین نمائندوں نے بہر حال کچھ ناخوش گورا واقعہ کی وجہ سے ماحول اسمبلی کا تھوڑا بہت خراب ہوا۔ لیکن اسمبلی کے decorum برقرار رکھنے کے لئے جو اقسام کیا ہم اس میں آپ کی تعریف کرتے ہیں کہ اس طرح چیزیں ہوں تاکہ اسمبلی کا ماحول ہر وقت اچھا ہے۔ اور لوگ یہاں سے کچھ سیکھ کے جائیں۔ کچھ بہتر عمل یہاں دیکھ کے جائیں کہ یہاں ہمارا ماحول یہاں کس طرح ہے کس طرح ہم کرتے ہیں کس طرح ہم کرتے ہیں ہم اپنے isucess کو کس طرح highlight کرتے ہیں اور isuees پر کس طرح بات کرتے ہیں یہ چیزیں ہونی چاہیے لیکن ان کی موجود نہ ہونے سے تھوڑا بہت اسمبلی کا ماحول ہمیں اس طرح نہیں لگ رہا ہے کیونکہ وہ باتیں کرتے ہیں، ایک دو باتیں اچھی ہوتی ہیں ایک دو بڑی بھی ہوتی ہیں لیکن یہ کہ ماحول ایک اچھا ہتا ہے۔ بہر حال ان کے نہ ہونے کی، کچھ دوست تو خوش ہیں کہ نہیں ہیں ماحول اچھا ہے۔ لیکن ان کی موجودگی ہمارے لئے اسمبلی کا رونق ہے، اسمبلی کا رونق ایم پی ایز سے ہیں سارے ایم پی ایز موجود ہوں اپنے رائے کا اظہار کرنا ہر ایم پی اے کا حق ہے۔ بہر حال جس طرح آپ نے چلایا ہاؤس کو، پورے سیشن کو چیئر نے چلایا تو بہت زبردست چلا یا ہم اس پر مبارکباد دیتے ہیں پورے اسمبلی کے اسٹاف کو بھی، اس سے پہلے کہ میں جو ایم پی ایز نے اپنے یہاں پر تحفظات یہاں جو تعریف کی، میں ان پر آ جاؤں، پہلے میں overall بجٹ پر آ جاتا ہوں کہ ہم نے بجٹ کیوں، یہ بجٹ دوسرے بجٹ سے بہتر کیوں ہے؟ اس کو ہم نے بالکل جو ہمیں ٹائم ملا ہے تین چار مہینے کا ٹائم وہ ایسا ٹائم نہیں ہے جس میں آپ کہیں کہ آپ ایک بہترین متوازن بجٹ بھی دینے گے۔ اور good governace کی طرف جائیں گے۔ لیکن ہم نے دن رات محنت کیا اور یہ جو چار مہینے کا گورنمنٹ ہے سب نے اس کو مان لیا کہ چار مہینے گورنمنٹ نے جس طرح اپنے آپ کو عوامی گورنمنٹ بنادیا، عوام تک اُن کی

رسائی ہو گئی، عوام ان تک پہنچتے تھے۔ یہ جو cabinet کے ممبرز، چیف منسٹر خود عوام تک پہنچ جاتے تھے تو یہ ایک روایت ہم ڈال دیا تو لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ کاش یہ اگر پانچ سال اس طرح ہوتا تو ہم بہت بہتر حالات میں ہوتے۔ کیونکہ جب تک آپ عوام تک نہیں جائیں گے۔ عوام کے مسائل نہیں سنیں گے اُن کے کیا genuine مسائل ہیں آپ کو بہت مشکل ہو گا کہ آپ کس طرح مسائل حل کر سکے۔ ہم نے جو کام کیا اس میں محلی پچھری کا، مجھے اس میں بہت زیادہ support ملا کہ عوام کے مسائل سننے میں اور اُن کے حل کرنے میں جو مدد ملی ہے، اُس کا میں کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں کہ اتنا مجھے اُس سے یہ ملا کہ ہمارا genuine جو مسئلے ہیں عوام کے وہ کیا ہیں ہمارا میگا پروجیکٹ نہیں ہے ہمیں آپ یہ کہیں کہ ہم اس پوزیشن میں بھی نہیں ہیں کہ ہم اگر لا ہور کی اور اسلام آباد بات کریں یا میٹرو کی بات کریں۔ ہمارے genuine issuees چھوٹے چھوٹے isuees ہیں ہم اُن تک ابھی نہیں پہنچے ہیں کیا لوگوں کو میٹرو پر ہم لوگوں کو بیماری کا علاج نہیں کر پا رہے ہیں۔ ہم کیا میٹرو کی بات کرتے ہیں۔ کیا دوسرے چیزوں کی بات کرتے ہیں۔ بہر حال پچھے چیزیں ہیں جو فیڈرل سے related ہیں جو فیڈرل نے کرنے تھے وہ نہیں کئے۔ جس طرح ہمارے بہت سارے ایم پی ایز نے بجائے بلوچستان بحث کے کیونکہ وہ الحمد للہ بہت بہتر بنایا ہوا تھا انہوں نے فیڈرل پر زیادہ فوکس کیا، اپوزیشن پڑھنے، وہ یہ تھا کہ وہ فیڈرل میں صرف برائے نام ہماری اسکیمیں reflect کی جاتی ہیں۔ اُن کو دوبارہ اگلے سال نئی اسکیم کے طور پر دوبارہ reflect کی جاتی ہے۔ اُن کو گراونڈ پر کبھی انہوں نے نہیں دیا ہم موڑوے بھی ہمارا حق ہے ہمیں dual carriage road بھی ہمارا حق ہے۔ لیکن ابھی تک پورے پنجاب میں ہر جگہ میٹرو بن رہے ہیں۔ اور شان سے کہتا ہے کہ میں نے یہ میٹرو بنایا وہ میٹرو بنایا ہے کہ بلوچستان پاکستان کا حصہ نہیں ہے؟ یہاں dual carriage road نہیں دے سکتے ہیں۔ کوئی، کراچی، کوئی، ژوب، لورالائی پھر آگے پنجاب، ڈیرہ غازی خان کو link کرنے والا یہ dual carriage road نہیں ہونا چاہیے تھا، آئے دن ہمارے ایکسٹینڈ ہوتے ہیں۔ بناؤ آپ پنجاب کو جتنا بانا ہے ہمیں بالکل اعتراض نہیں ہے لیکن نہیں کریں کہ بلوچستان کے میں ہر جگہ یہ کہتا ہوں کہ اس طرح کا ماحول پیدا نہیں کریں سیاسی جو ہمارے ابھی میں جو گذشتہ جو گورنمنٹ ہے لگذشتہ تو نہیں ہے ابھی جو گورنمنٹ ہے (ن) کی ہے۔ تو اپنی سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لئے اپنی ووٹ میک بڑھانے کے لئے کیوں پاکستان کی سماحت کو نقصان پہنچا رہے ہیں کیوں بھائی بھائی کوڑا تے ہو کیوں پنجاب بلوچستان کے لوگ سندھ کے لوگ پنجاب کو گالیاں دیں؟ کرتے ہیں آپ لوگ فیڈرل میں بیٹھ کے نا انصافیاں اور گالیاں پنجاب کے لوگ کھاتے ہیں۔ عام پنجابی یہاں پر مارے جاتے ہیں کہ بھئی یہ ہمارے حق کھانے والے پنجابی ہے۔ پنجاب کے لوگوں کو پڑتے ہی نہیں ہوتا سیاسی مقاصدا پنے حاصل کرنے کے لئے وہ یہ رکتیں کرتے ہیں۔ بہر حال بلوچستان کی اہمیت بڑھانے کے لئے میں ہاؤس کا بھی ہم یہ کرتے ہیں کہ بلوچستان کی اہمیت اس وقت ہو گی فیڈرل میں جب بلوچستان کو رقبے کے حساب سے نیشنل اسمبلی کی سیٹیں دی جائیں۔

تاکہ وہاں پر ہمارے اتنے MNAs ہوں کہ فیڈرل جو بجٹ ہے اس میں ہماری پوزیشن بہتر پوزیشن میں ہو، ہم bargaining کر سکتے ہیں وہ ہمارے اہمیت کو بھی جانیں گے ہمارے اہمیت کو بھی مانیں گے۔ اب میں آتا ہوں ہمارے۔ میڈم چیئر پر سن صاحبہ! میں ہم جو اس سال جو میں نے محسوس کیا کھلی کچھری میں ہمارے genuine مسئلے کیا ہیں اس پر میں آنا چاہتا ہوں اور انہیں کو میں reflect کر دیا۔ میڈم چیئر پر سن! جب مجھے پتہ چلا کہ 17 سو اسکول shelterless اسکول ہیں۔ اور تین سو اسکول وہ ہیں جن کے چھت ہیں لیکن وہ اس قابل نہیں ہیں کہ بچے ان کے نیچے بیٹھ کے پڑھیں۔ دو ہزار کے قریب ایسے اسکول ہیں جو 17 سو shelterless ہیں تین سو میڈیا اسکول ہیں وہ اسکول ہیں جو اس قابل نہیں کہ وہ بچے اُنکے نیچے بیٹھ کے پڑھیں اور یہاں جن پر shelterless اسکول ہیں وہاں پر دھوپ اور درختوں کے سامنے میں 17 سو بچے بہت بڑی تعداد ہوتی ہیں۔ یہ میرے خیال میں پچھلے گورنمنٹ نے کبھی اس پر توجہ نہیں دیا کہ ہمارے بچے دھوپ میں کیا پڑھ کے باقی دنیا کا مقابلہ کیا کریں گے۔ وہ یہاں درختوں کے سامنے میں، یہاں جھونپڑیوں میں وہ کیا education حاصل کریں گے۔ بہر حال ہم نے پہلے یہ کیا کہ جتنے اسکول shelterless ہیں ہم اُن علاقوں میں اُن اسکولوں کو بلڈنگیں دیں۔ اُن بچوں کو سایہ دیں تاکہ وہ اپنی education حاصل کریں جس کے لئے ہم ڈیڑھ ارب روپے رکھے ہیں۔ یہ بھی مجھے کھلی کچھری میں پتہ چلا کہ ہر جگہ یہاں سو شل میڈیا یا میڈیا میں ادھریہ اسکول ہے اس میں بلڈنگ نہیں ہے ادھریہ اسکول ہے تو میں نے یہ کیا کہ cabinet میں اسکولاں کی میں اور اس کو بجٹ میں reflect کر کے اسمبلی میں پاس کرائیں گے۔ olive cultivation کیونکہ ہمارا range بہت سارے علاقے ہیں وہاں پر مون سون range ہیں، تو وہاں پر نہ درخت ہیں نہ کچھ ہیں ہمارا پروگرام یہ تھا کہ یہ olive cultivation کا ایک ہمارا اپروگرام ہے وہ مشترکہ پروگرام ہے تاکہ اس علاقے کو معیشت لوگوں کو ملے گی اور ساتھ ساتھ ایک greenery کیا ایک ہمارا اپروگرام ہے وہ مشترکہ پروگرام ہے تاکہ اس میں greenery بھی ہو ساتھ ساتھ لوگوں کو آمدی بھی ہوں اُس علاقے کے لوگوں کو تو اس کے لئے ایک ارب 26 کروڑ روپے ہم نے خصوصی ہیں جو جنگلات کے حوالے سے جو ہمارا زیارت وال صاحب نے بھی کہا تھا کہ جنگلات اور لا یوٹھاک کے لئے کچھ نہیں کیا۔ میرے خیال میں اس کے نظر سے گزرا نہیں ہے یا اس نے صحیح معنوں اس کو پڑھا نہیں ہے پی ایس ڈی پی کو جو کہ main-projects ہیں۔ گوادر، بہت اہم ہے اور گوادر کے حوالے سے پچھلے پانچ سال میں مجھے نہ فیڈرل میں کہیں چیزیں نظر آئیں نہ اس صوبے کے بجٹ میں اُس کو اہمیت دی گئی ہو پانچ سال میں جب ہم آئیے تو تین مہینے کی progress میں دیتا ہوں اس سے پہلے کے کیا progress ہے وہ، وہ لوگ بتائیں کہ انہوں نے کیا کیا۔ وہاں پر پہنچنے کا پانی نہیں تھا، ہم دو مکپیوں کے ساتھ MoUs sign کیا ایک چانسیز کمپنی کے ساتھ ایک FWO کے ساتھ کہ ان سے ہم پانی خریدیں گے اور گوادر کے لوگوں کو دینے گے اس سے پہلے صرف میکروں پر پانی دیا جاتا ہے اور ہمارے اربوں روپے اس میں ضائع ہو جاتے

تھے، جو بہت بڑا ایک نقصان تھامیرے خیال میں انہوں نے پتہ نہیں کیوں نہیں کیا۔ اور جب میں آیا تو پتہ چلا کہ ہمارے پاس پرائیویٹ پلک پارٹر شپ کا وہ آئین بھی نہیں ہے، ہمارے پاس وہ رول بھی، وہ آئین بھی نہیں ہے کہ ہم پرائیویٹ پارٹر شپ کس طرح کریں۔ وہ بھی ہم نے اس دور میں فوری طور پر کیا اور ساتھ ان کے ساتھ agreement بھی کیا تو کل انشاء اللہ وہ میرے خیال میں وہاں پر پانی دینا چاہئے کمپنی کے ساتھ انہوں نے شروع کر دیا تین لاکھ گیلن per-day کے حساب وہ دے رہے ہیں اور تین لاکھا بھی FWO شروع کر رہا ہے مزید ہمیں بیس لاکھ FWO ہاں within چالیس لاکھ گیلن پانی کا وہ ہمیں دینے گے، within تین مہینے کے اندر اندر انہوں نے نہیں دینا ہیں۔ اُس کے علاوہ ابھی پتہ چلا ہے کہ دیئی میں ایک ایسا سسٹم Russia سے انہوں نے adopt کیا ہے کہ وہ جہاں پر بارش نہیں ہوتی ہے وہاں پر وہ سسٹم لگاتے ہیں اور وہاں پر بارش کرتے ہیں مصنوعی بارش کرواتے ہیں۔ جس میں کوئی chemical agreement نہیں ہے۔ تو ابھی بھی ہم اسکا try base کر کے آئے ہیں کہ گوادر میں جدھر اگر گوادر کے دو ڈیموں پر within دس، پندرہ دن میں وہاں پر بارش کرائیں گے اگر وہ کامیاب ہو جاتا ہے تو پورا بلوچستان کے لئے ایک سال کے لئے ہم agreement کریں گے جدھر ہمارا ضرورت ہو گا تو ہم وہاں پر بارش کا یہ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے لیکن یہ دماغ بھی اللہ تعالیٰ نے دیا ہے ہم اللہ سے مقابلہ نہیں کرتے ہیں۔ لیکن یہ اللہ نے یہ دماغ دیا اور چیزیں بنی ہیں۔ ہم یہ پانی کو اس لئے focus کیا کہ بلوچستان میں پانی کا بہت بڑا مسئلہ چلا آ رہا ہے چاہے گوادر لے لیں چاہے ہمارا پیش، یہاں اس طرف باغات دیکھیں یا کوئی کھالت آپ کے اگلے اگر یہ ڈیم اور اس طرح کی کوئی چیز نہیں آ جائیں، ہمیں کوئی بھی اگلے دو چار سالوں میں ایسا لگے گا کہ ہم ان کو پانی کہاں سے دیں؟ ہم گوادر کو پانی نہیں دے سکتے ہیں کوئی کی اتنی بڑی آبادی ہے۔ پھر گورنمنٹ آف بلوچستان کا، کوئی اس میں پوزیشن میں نہیں ہو گا کہ وہ اس کو پانی دے سکیں۔ بہر حال یہ crisis ہمیں گوادر میں آیا ہم نے بارہا نیڈرل گورنمنٹ کو کہا کہ اس میں ہماری مدد کریں لیکن انہوں نے کوئی مد نہیں کیا crisis ملکی level کی ہوتی ہے۔ اگر گوادر میں پانی نہیں ہے صرف بلوچستان گورنمنٹ کی ذمہ داری نہیں تھا یہ نیڈرل گورنمنٹ کی بھی ذمہ داری تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم fifty-fifty پارٹر شپ پر آپ support کریں گے لیکن انہوں نے ہمیں کوئی support نہیں کیا۔ بہر حال ان کی بہت سارے ہمیں گیلے ہیں نیڈرل سے بہت زیادہ کیونکہ میں نے این ایف سی میں میٹھے تھے میں نے کہا کہ میں اور سرفراز صاحب بھی اس میں ممبر ہیں۔ تو ہم نے ان کو کہا کہ ہمارے project کیوں گراؤنڈ پر نہیں لگتے ہیں؟ انہوں نے آگے یہ بات کیا کہ بلوچستان کی گورنمنٹ اور آفسرز کمزور ہیں پی سی و ان ٹائم پر نہیں دیتے ہیں میں نے کہا کیا این ایچ اے اور واپڈ بلوچستان گورنمنٹ کے انڈر آتا ہے؟ باقی ہم نے اپنا پی سی و ان ٹائم پر دیدی لیکن جو پروجیکٹ واپڈ اور این ایچ اے کے ہیں وہ کیوں نہیں ہوئے؟ بہر حال ان کے پاس الفاظ نہیں تھے جس کی وجہ سے ہمیں واک آؤٹ کر کے نکلنا پڑا۔ تو یہ تھا پانی کا مسئلہ۔ ریسکو 1122 کے لئے ہم نے

ایک ارب بیس کروڑ رکھے ہیں میڈم اسپیکر national flood protection plan ایک ارب 70 کروڑ ہم نے رکھے ہیں 17 ارب روپے رکھے ہیں اس میں natinal flood protection plan کے لئے water management! یہاں پر مسئلہ یہ ہے کہ بارش بھی ہو جاتی ہیں اور پانی رکتا ہے نہیں۔ اور وہ چلا جاتا ہے جس سے ہماری ہم اس کو زیمن میں پانی کی سطح کو اوپر نہیں کر سکتے اس کے لئے ہم نے ایک ارب روپے رکھا ہے تاکہ مختلف جگہوں پر water shade management planing ہے انشاء اللہ اس سے یہ ہو گا کہ کوئی نہ میں پانی کا جو سطح ہے اس کو بہتر کرنے میں مدد ملے گی performance management system of education اور سسٹم کے اسمیں ہے اسیں ڈیڑھ ارب روپے ہم نے رکھے ہوئے ہیں پرائمری، مڈل، ہائی اسکول infrastructure اور اس کی improvement کے لئے ہم نے ماذل کے طور پر سوسائکل ہم لے رہے ہیں پورے بلوچستان میں سی ایم پروگرام کے طور پر انکو ماذل کا درجہ دے کے انکو بہترین اسکول بنائے ان کی بلڈنگ اور سارے ان کی ضروریات پورا کر کے ایک بہترین اسکول ہم ایک یکمشت پورا بلوچستان کو نہیں کر سکتے ہیں اس کو phase wise کرنے کا پروگرام ہے کہ ماذل کے طور پر ہم سوسائکل لیں گے اور اس کو بہتر کریں گے اس کے بعد یہ کامیاب ہو گیا تو مزید اسکولوں اسی سے system پر لیجاں گے۔ سی ایم top lap کا پروگرام جو youth کو ہم اپنے طرف متوجہ کرنے کے لیے یا youth support کرنے کے لیے تاکہ وہ education میں زیادہ سے زیادہ توجہ دیں۔ اس کے لیے 50 کروڑ رکھے گئے ہیں۔ CM internship program کے لیے بھی ہم نے 20 کروڑ رکھے ہیں تاکہ ان کو مختلف جگہوں پر بھیجیں تاکہ وہ جا کر ٹریننگ حاصل کر کے یہاں پر آئیں اور یہاں پر serve کریں اور ہمارے بچوں کو پڑھائیں۔ اور education میں جس طرح مجھے۔ جب میری کھلی کچھری لگاتا تھا تو مجھ پتہ چلتا تھا کہ کئی بچے آتے تھے اُن کے پاس فیس کے پیسے نہیں ہوتے تھے کہ وہ exam دے رہے ہیں اور فیس دیدیں۔ تو وہ فیس کے لیے کھلی کچھری میں آتے تھے کہ ہمیں پیسے دیں اُس کے لیے ہم نے یہ پروگرام بنایا ہے کہ ڈی سی اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے جو افسر ہیں وہ اگر کسی کو فیس نہیں دے سکتا ہے، انکو application دیں تو گورنمنٹ بلوچستان اُسکی فیس ادا کریں۔ quality education کے حوالے سے اگر کوئی within pakistan کہیں جاتا ہے admission لیتا ہے تو اس لیے ہم نے یعنی یہ ہمارے وہ issues ہے جو genuine issues ہیں جو ہم اپنے لوگوں کو projects کی بات کرتے ہیں ہم ابھی تک انکو اچھی education اور health نہیں دے

سکتے ہیں بڑی پر جیکٹوں کی بات کرنا بھی فضول ہے اگر میٹرو بھی بتا ہے جو چیزیں بتا ہے وہ ہمارے level کے ہے نہیں۔ ان کے لیے within pakistan کئی بھی وہ admission لیتے بلوچستان گورنمنٹ۔ اگر وہ فیس نہیں دے سکتا ہے اگر میٹرو بھی بتا ہے تو بلوچستان گورنمنٹ اُس کا فیس ادا کریں گی۔ کینسر کے جو بیمار۔ ایک تو ہم دے سکتا ہے تو وہ اچھی بات ہے نہیں دے سکتا ہے تو بلوچستان گورنمنٹ اُس کا فیس ادا کریں گی۔ کینسر کے مریض cancer hospital ہم بنا رہے ہیں جو بچھلی دفعہ ہم نے اُسی میں PSDP reflect کر دیا ہے اور کینسر کے مریض اور پپاٹاٹس کینسر اور گردوں کے مریض، اللدنہ کرے کہ کوئی بیمار ہو جائیں لیکن یہ ہے کہ یہاں سے بیماریاں ہیں کوئی بھی فیملی اس کو afford نہیں کر سکتا ہے۔ بلوچستان گورنمنٹ کا یہ پروگرام ہمارا ہے کہ اگر کوئی خداخواستہ بیمار ہو جاتا ہے وہ کئی جاتا ہے اعلان کرنے کے لیے within pakistan اس کا جتنا خرچ آتا ہے بلوچستان گورنمنٹ اُس کی خرچ ادا کریں گی اور اُس کے خرچ دے دے گی۔ میڈم! اس طرح کے بہت سارے پروگرام ہیں، ٹائم بھی کم ہے جو ہم نے بجٹ بنایا گو کہ ہمیں فیڈرل سے بہت سارے مشکلات سامنے آئیں۔ جو ہم نے بجٹ پیش کیا بچھلے سال بھی اتنا ہی بجٹ تھا 16 ارب روپے کا بجٹ deficit پیش کرنا پڑا ہمیں۔ بچھلے سال 15 ارب کا تھا deficit تھا۔ نہیں تھا نہیں تھا لیکن ہمارے جو پیش اور تخلو ہوں کے مادتنے زیادہ ہو رہے ہیں ہر سال فیڈرل گورنمنٹ بڑھا دیتا ہے اور ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ ہم ان کے مقابلہ کریں۔ لیکن ہمیں چلنا پڑتا ہے۔ ہم نے بھی اپنے جو ہے ملازمین کو بھی تخلو ہیں بڑھانا پڑتا ہے اور وہ کیا کہتے ہیں اُنکی پیش بڑھانے پڑتے ہیں تو ہم نے بھی بڑھا دیا۔ اب ہمارے پاس تقریباً 90% ہمارا جو بجٹ ہے وہ nondevelopment میں چلا جاتا ہے 10% ہمارا پاس نجی گیا ہے کہ اگلے جس طرح حالات جاری ہے ہیں اگلے پانچ سال میں مجھے نہیں لگتا ہے کہ ہمارے پاس پیسے بچھیں گے development کے مد میں یا مزید ہم کوئی کام کرنے کے۔ اور اُس کے میں مسئلہ یہی ہے کہ تین سال سے due NFC award ہیں اس نے آج تک federal government نے یہ زحمت نہیں کیا کہ NFC award کا میئنگ کراں۔ اور صوبوں کو اُنکے حق دیں تاکہ وہ اپنی بجٹ بناسکیں۔ بہت بڑا انہوں نے ظلم کیا صوبوں کی ساتھ جو تین سال سے یا این ایف سی ایوارڈ نہیں کرتا ہے۔ بہر حال یہ ساری چیزیں ہیں۔ ٹائم کم ہونے کی وجہ سے میں سارے ایکیم جو بجٹ کے حوالے سے ہیں وہ ہم نہیں دے سکے۔ لیکن یہ ہے کہ ہم نے اس کو عوامی بجٹ بنایا۔ اور اُنکو عملی جامہ نہیں پہنانا میرے خیال میں اُس سے بہتر ہے کہ آپ genuine issues پر جائیں لوگوں کے مسائل ہیں اُن کو ہم نے حل کرنا ہیں۔ تو انہیں الفاظ کے ساتھ میں سارے ہاؤس کا اور جو ایمپی ایزنے مدد کیا میرے پاس ٹائم نہیں ہے کہ اُنکو میں اس پر address کرلوں۔ میں سب پورا ہاؤس کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے تعریف کیا اور کسی کے تھوڑے بہت اگر کسی کے issues ہیں انشاء اللہ اُنکو بیٹھ کر حل کریں گے۔ بہر حال overall بہت

پہلی دفعہ بجٹ کی اتنی تعریف ہوئی ہے ہاؤس کی طرف سے۔ میں اُنکا شکر یہ ادا کرتا ہوں سب کا۔ ایک یہ ہے کہ فناں، پی اینڈ ڈی، ایم پی اے ہائل، اسمبلی، سب کے لیے میں ایک بنس کا اعلان کرتا ہوں۔ اسی ایم سیکرٹریٹ کے لیے بھی وہ بھی بہت انہوں نے محنت کیا ہے اس دفعہ۔

میڈم اسپیکر: اُن کے attached department بھی۔

قائد ایوان: منشروں کے تنخوا ہوں سے کاٹ کر منشروں کی تنخوا ہوں سے۔

میڈم اسپیکر: سی ایم صاحب! ہمارے کچھ attached department بھی ہوتے ہیں اس میں۔

قائد ایوان: ایم پی اے ہائل بھی اس میں ہے۔

میڈم اسپیکر: ہمارے کچھ attached department بھی ہوتے ہیں اُنکے ساتھ جو اسمبلی میں throughout کام کرتے ہیں، ہمارے attached department جس میں پولیس ہوتی ہے اور اُن کے لیے بھی آپ کریں۔

قائد ایوان: ہاں وہ بھی ہیں جو یہاں پڑیوئی دے رہے ہیں اُن کو بھی۔ اُنمیں ایک genuine مسئلہ ہے کہ ہمارے پولیس میں کئی عرصے سے پوسٹیں create نہیں کیے گئے تھے، میں فناں سیکرٹری کو کہتا ہوں کہ 50 کے قریب DSP کی پوسٹیں create کر کے پلک سروں کیمیشن کے through اُنکی exam کراکے تاکہ یہاں کے لوکل لوگ بھرتی ہو جائیں تاکہ وہ پولیس میں اپنا سروں دیں۔ تو انہیں الفاظوں کیسا تھہ۔ اور تو کچھ نہیں بچا۔ انہیں الفاظوں کیسا تھہ بلوجستان زندہ باد۔ پاکستان پاکنده باد۔

میڈم اسپیکر: میں سی ایم صاحب! آپ کا شکر یہ ادا کروں گی اور تمام نمبر ان کا روزے میں ہیں انہوں نے اپنا نام دیا اور خاص طور پر آپ کی تقریر آخر میں آئی اور آپ نے بڑے اچھے طریقے سے اسے windup کیا۔ میں آپ کی حکومت کو آپ کو اتنے قلیل مدت میں اتنا اچھا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں اور آپ کی تمام ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں یقیناً آپ نے قلیل مدت میں کوشش کی کہ تمام issues کو address کیا جائے۔ اور اس کو یقیناً improvement کی گنجائش ہوتی ہیں post budget اسی لیے ہوتا ہے کہ آپ improvement کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو لائے۔ اور next ہمیں تو دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز سموار مورخہ 21 مئی

2018ء بوقت سہ پہر 3:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 7 جگہ 25 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)